أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

یہ آواز

ناموس مصطفیٰ ﷺ

کے لئے ہے

قادیانیت زھر قاتل ھے

دیوبندی علماء سے

ایک

احمدی بچے کے تین سوال

مصنف
چوہدری اصغر علی بھٹی
سابق امیر جماعت احمدیہ بینن، ٹوگو، نائیجر، ساؤتھ ہومے و پرنسپ، گابون اور سینٹرل افریقہ

انتساب

ایبٹ آباد کے اس معصوم بچے نبیل لغمانی کے نام جس کو 1974

میں ایک ہمسائے عالم دین نے صرف اس وجہ سے دھوکہ سے نیلہ

تھوتھا کھلا دیا کہ وہ ایک احمدی کا بچہ ہے۔وہ موت سے تو بچ گیا

مگر سال ہا سال زندگی کے لئے لڑتا رہا

پیش لفظ

یہ ایک صاحب تجربہ کی تحریر ہے۔اور عملی زندگی کی تصویر بھی۔اس کو دعوت الی اللہ کے میدان کارزار میں حریف کا سامنا اور مقابلہ کرنا پڑا اور جس قسم کے اعتراضات احمدیت پر ہوتے ہیں اور علماء جو انداز اور طریق ،مخالفت کی آگ پر تیل ڈالنے اور ہوا دینے کے لئے اختیار کرتے ہیں۔

ان سارے امور کو سامنے رکھتے ہوئے مصنف نے ختم نبوت کے مقدس نام پر جماعت احمدیہ کی مخالفت کا گہرا تاریخی اور علمی جائزہ ''دیو بندی علماء سے ایک احمدی بچے کے تین سوال'' میں پیش کیا ہے۔

عرض حال

وادی ہزارہ کے نام کے ساتھ ہی ذہن کی سکرین پر کاغان کی برفیلی پیالہ نما جھیل سیف الملوک، ناران کی آبشاریں، شنکیاری کے چائے کے باغات، لالہ زار کے ریشمی سبزہ زار، ڈاڈر کے جھرنے، اور جنگل منگل کے گھنے لہلہاتے جنگلات گدگدانے لگتے ہیں لیکن دسمبر 1992 کی ایک شام بالاکوٹ سے واپسی پر میں اسی جنگل سے گزرتے ہوئے کتنا اداس تھا۔ بادلوں سے ڈھکے سرسبز چیڑھ کے جنگلات میں گاڑی ایک موڑ سے دوسرے میں داخل ہو رہی تھی مگر میرے کان میں ابھی تک وہی صدائیں گونج رہی تھیں۔ ہاں اُس بوڑھی والدہ کی سسکیوں کی آوازیں جس کے 10 سالہ بیمار بچے کو اس کے خاوند کے ساتھ ہی کلہاڑیوں کے وار سے ذبح کر کے جشن منانے اور فٹ بال کھیلنے کی مکروہ اور گھناؤنی رسم کا آغاز کیا گیا تھا۔

وہ بوڑھی والدہ دونوں قبروں کے سرہانے کھڑی کہانی سنارہی تھی۔ 1974 کے حالات، جلوس، گھیراؤ، نعرے، گالیاں چیخیں، سسکیاں، آگ کے شعلے، خون کی ہولی اور پھر نعرے اور مبارک بادیں۔

وہ سناتی رہی۔ اور پھر کسی وقت میری بوجھل پلکوں سے اُس بوڑھی والدہ کا سراپا دھندلا سا نظر آنا شروع ہوگیا۔ شائد میں بھی رورہا تھا۔ یہ بیٹا محمد زماں خان شہید صدر جماعت احمدیہ آف بالاکوٹ کا بچہ مبارک احمد تھا اور باپ بیٹے کی یہ دونوں قبریں بالاکوٹ کے داخلی دروازے پر دریائے کنہار کے کنارے آج بھی آباد ہیں۔

بالاکوٹ سے لوٹا تو ایبٹ آباد اچھڑیاں گندے نالے کے پاس سے گزرا جس میں محمد احمد بھٹی صاحب شہید کا جسدِ خاکی نظر آیا۔ جن کو ڈنڈوں اور پتھروں سے مار مار کر شہید کر دیا گیا تھا اور پھر سارا دن گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹتے رہے شام کو تھک گئے تو اس گندے نالے میں پھینک کر چلے گئے۔

میں نے دیکھا، شہید کی عظمت کو سلام کیا اور آگے گزر گیا کیونکہ آج مجھے ایک اور ماں سے ملنا

تھا۔ کاکول گاؤں سے دائیں جانب کیہال کا یہ محلہ جس میں ایک دکھیاری والدہ اپنے بچے کو mash کر کے کھانا کھلا رہی ہے۔ چند سال قبل اس بچے کو گلی میں کھیلتے ہوئے پکڑ کر دھوکہ سے نیلہ تھوتھا کھلا دیا گیا۔ ڈاکٹروں نے 10 گھنٹے کے لمبے اپریشن کے بعد اس کے معدے کو wash کر دیا مگر زہر کی وجہ سے کھانے کی نالی damage ہو چکی تھی اس لئے نالی کو کاٹ کر چھوٹا کر کے معدے کو تھوڑا اُوپر کر کے لگانا پڑا تھا۔

اس سے زندگی تو بچ گئی مگر بچے کے لئے نارمل کھانا کھانا ناممکن ہو گیا۔ اس لئے اس کی والدہ بیگم نذیر لغمانی صاحبہ سال ہا سال سے اسے چیزیں پیس پیس کر تھوڑا تھورا کر کے وقتاً فوقتاً کھلاتی رہتی ہیں۔

یہ تمام معصومین اور بہت سارے شہداء کے یتیم بچے آنکھوں میں سوال لئے بیٹھے ہیں اُن علمائے دین سے جو دین کا بہت سارا علم رکھتے ہیں۔ جو دین کا بہت سا نام جپتے ہیں۔ ان معصوم چہروں پر ایک ہی سوال ہے۔ بہت سادہ، بہت معصوم مگر ابدی صداقتوں کا حامل کہ اسلام تو دوسروں کے لئے جان دینے کا نام ہے پھر معصوموں کی جان لینے کی رسم کہاں سے آ گئی؟ اسلام تو چرند پرند تک کے لئے رحمت تھا پھر یہ زحمت کا پرچار کیوں شروع کر دیا گیا؟

وادی ہزارہ میں 10 سال خاکسار کو مربی سلسلہ کی حیثیت سے خدمت دین کی توفیق ملی۔ ان دس سالوں میں کبھی شہداء کے وارثین کو دلاسہ دیا تو کبھی اسیران راہ مولا کو تسلی۔ اور جب تھک گیا تو آرام کرنے خود بھی کبھی کبھی جیل کی سلاخوں کے پیچھے جا لیٹا۔

ان 10 سالوں میں سینکڑوں بچوں نے سینکڑوں ہی سوال کئے۔ میں نے ان سب کا خلاصہ قلم کی زبان میں محفوظ کر دیا ہے کہ کبھی تو زمانہ تعصب کی عینک اتار کر منافقت کی اس دھند کے پار دیکھنے کی کوشش کرے گا۔

زیر نظر تحریر میں جماعت احمدیہ کا ختم نبوت کے بارے مؤقف بیان نہیں کیا گیا بلکہ علمائے دہر کے اُن دہرے معیاروں کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کی گئی ہے جسے وقت کی مصلحت

کے باعث اپنا لیا گیا ہے۔اُن ابدی صداقتوں کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے جنہیں اندھی دشمنی کی کالی چادر تلے چھپانے کی کوشش کی گئی تھی مگر اب وہ عین دوپہر کے اجالے میں کافی حد تک سب کے سامنے آگئی ہیں۔اور آرہی ہیں۔

زیرِ نظر مضمون میں ان بچوں کا ایک سوال اُن بریلوی علماء سے بھی ہے جو آج دیوبندی حضرات کو اُن دوہرے معیار کا حامل کہہ کر طعنے دے رہے ہیں کل (1984,1974,1953) میں کیوں خاموش بیٹھے تھے؟؟اگر کل خاموش تھے تو آج کیوں احتجاج کرر ہے ہیں؟؟

والسلام

اصغر علی بھٹی

مبلغ سلسلہ مارادی نائیجر (مغربی افریقہ) 18/03/2016

فہرست

باب نمبر4 42

ایک گائے دو چور؟ یا قاتلین حسین رضی اللہ عنہ؟

تحذیر الناس کی الاسٹک

آہستہ بولو کہیں احمدی سن نہ لیں

باب نمبر 1

لاہور کا ایک مذہبی دنگل

یہ اوائل 1930ء کی بات ہے۔ لاہور کی سرزمین پر بریلویوں اور دیوبندیوں کا ایک یادگار مناظرہ ہونا طے پایا۔ جس کے لئے حَکَم کے طور پر علامہ ڈاکٹر اقبال، پروفیسر اصغر علی روحی اور شیخ صادق حسن امرتسری بیرسٹرایٹ لاء جیسی قد آور شخصیات کے نام تجویز ہوئے جسے انہوں نے قبول کرلیا۔ دیوبندیوں کی طرف سے مولوی محمد منظور نعمانی اور بریلویوں کی طرف سے مولوی حامد رضا خاں (خلف اکبر مولوی احمد رضا خان) مناظر مقرر ہوئے۔

پورے لاہور میں زور وشور سے اس مناظرے کے لئے تیاریاں جاری تھیں۔ اِرد گرد کے دیہاتوں سے بھی علماء شہر میں پہنچ چکے تھے۔ ہر مسجد میں مولوی حضرات اپنے اپنے فرقے کے لوگوں کے خون کو خوب گرما رہے تھے اور پیش وقت فتح کی نویدیں سنا رہے تھے۔ کتابوں کے چھکڑوں کے چھکڑے جمع ہو رہے تھے۔ گویا کہ ایک دنگل تھا جس کی تیاری پوری حرارت کے ساتھ جاری تھی کہ اچانک بریلویوں کی طرف سے بلوے کے خطرے کو بنیاد بنا کر معذرت کا اعلان کردیا گیا۔

تصویر کا رخ بدل گیا۔ دیوبندی حضرات اِسے فتح مبین کے نام سے مَعنُوَن کر کے فتح کے ڈھونگرے برسانے شروع ہوگئے۔ تو بریلوی حضرات اِسے گستاخانِ رسول کی حکومت سے ملی بھگت اور فسادی ہونے کی نوید سنانے لگ گئے۔

اِس تمام ہنگامے میں مولوی منظور احمد نعمانی دیوبندی نے اپنا وہ بیان جو انہوں نے اِس مناظرے میں پڑھنا تھا تحریری شکل میں ''فیصلہ کن مناظرہ'' کے نام سے شائع کردیا۔ اور آغاز کے طور پر عقل اور عقل فہمی کے حوالے سے ایک دلچسپ تجزیہ پیش کیا۔

بے چاری عقل کی بے عقلی اور اہل اللہ کی مخالفت

مولوی منظور نعمانی صاحب فرماتے ہیں:

''اس دنیا میں بعض واقعات اِس قدر عجیب وغریب اور بعید از قیاس ہوتے ہیں کہ عقل ہزار سر مارے مگر ان کی کوئی معقول توجیہہ کرنے سے عاجز ہی رہتی ہے۔''......حضرات انبیاء علیہم السلام اور ان کی دینی دعوت کے ساتھ اُن کی قوموں نے عام طور پر جو سلوک کیا وہ بھی دنیا کے ایسے ہی عجیب وغریب اور بعید از قیاس واقعات میں سے ہے۔خود اس دنیا کے پیدا کرنے والے اور چلانے والے خالق وپروردگار نے کتنے عجیب انداز میں اس پر حسرت کا اظہار کیا ہے۔**یاحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسولٍ الا کانو بہ یستھزئون** ۔ (**یٰس :2**) مثال کے طور پر صرف خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی کی سرگزشت کو اس نظر سے حدیث وسیر کی کتابوں میں دیکھ لیا جائے۔آپ مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئے وہیں پلے بڑھے......بچپن ہی سے صورت میں دلکشی ومحبوبیت اور عادات میں معصومیت تھی اِس لئے ہر ایک محبت واحترام کرتا تھا گویا آپ پوری قوم کو پیارے اور اُس کی آنکھ کے تارے تھے۔پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اپنی قوم کو توحید اور اسلام کی دعوت دے۔عقل کا فیصلہ اور قیاس کا تقاضا یہی تھا کہ پوری قوم جو پہلے سے آپ کی گرویدہ تھی اور آپ کو صادق وامین سمجھتی اور کہتی تھی وہ آپ کی اس دینی دعوت پر یک زبان ہوکر لبیک کہتی اور پروانہ وار آپ پر ٹوٹ پڑتی اور کم از کم مکہ میں تو ایک بھی مکذّب اور مخالف نہ ہوتا لیکن ہوا یہ کہ گنتی کے چند سعادتمندوں کے سوا ساری قوم آپ کی تکذیب اور مخالفت پر متفق ہوگئی جو ہمیشہ سے صادق وامین کہتے رہے تھے وہی شاعر اور مجنون اور ساحر وکذّاب کہنے لگ گئے۔اور آپ کے خلاف نفرت کی آگ بھڑکانا اُن کا محبوب مشغلہ بن گیا۔بے چاری عقل حیران ہے ایسا کیوں ہوا؟ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اِن دنوں مکہ میں دماغوں کو خراب کرکے آدمیوں کو پاگل بنادینے والی کوئی خاص ہوا چلی تھی جس کے اثر سے ساری قوم کی قوم پاگل ہوگئی تھی اور آپ کے ساتھ یہ جو کچھ اُس نے کیا وہ پاگل پن کی وجہ سے کیا۔

اِس کی دوسری مثال اُمت میں لیجئے حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت عمر فاروق ؓ، حضرت عثمان غنی ؓ اور حضرت علی ؓ مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم ۔ یہ چاروں بزرگ رسول اللہ ﷺ کے جلیل القدر صحابی ہیں اور اسلام اور پیغمبر اسلام کی تاریخ سے کچھ بھی واقفیت رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ اللہ ورسول کے ساتھ اُن کی وفاداری، ان کا اخلاص ہر قسم کے شک وشبہ سے بالا تر ہے۔ لیکن غور کیجئے اس اُمت کی تاریخ کا یہ کیسا عجیب وغریب اور ناقابل فہم واقعہ ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور ہی میں خود مسلمانوں میں ایسے مستقل فرقے پیدا ہوئے جن کی خصوصیت اور جن کا امتیاز صرف یہی ہے کہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے ان جلیل القدر صحابہ کے ایمان ہی سے انکار تھا اور وہ معاذ اللہ ان کو کافر ومنافق اور گردن زدنی کہنے پر مُصّر تھے۔ اور اب تک بھی یہ فرقے دنیا میں موجود ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ مسلمانوں کا قدیم ترین فرقہ شیعہ کی خصوصیت اور اُس کا امتیاز ہی یہ ہے کہ حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، کی عداوت و بدگوئی ...... اور ان پاک ہستیوں پر تبرّ ابازی ان کا محبوب مشغلہ اور ان کے نزدیک کارِ ثواب ہے۔

خلاف عقل مجادلانہ کج بحثیوں کو تو چھوڑ دیجئے اور پھر ٹھنڈے دل سے غور کیجئے کہ کیا کسی کی عقل بھی ان لوگوں کے اس طرز عمل کی کوئی معقول توجیہہ کر سکتی ہے۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس فرقے والے سب پاگل اور عقل عام سے محروم ہیں واقعہ یہ ہے کہ ان میں بڑے بڑے تعلیم یافتہ بڑے بڑے دانشور اور ایک سے ایک ذہین وفطین ہر دور میں رہے ہیں اور آج بھی ہیں۔

یہی حال ان کے اصل حریف اور مدّ مقابل فرقہ یعنی خوارج و نواصب کا ہے ان بدبختوں کے نزدیک سیدنا علی ؓ ایسے بددین، اس درجہ کے دشمن اسلام اور ایسے مجرم اور گردن زدنی تھے کہ ان کو ختم کر دینا نہ صرف کارثواب بلکہ ان کے قاتل کے جنت میں پہنچنے کا یقینی ذریعہ تھا...... شقی ابن ملجم سیدنا حضرت علی ؓ پر قاتلانہ حملہ کر کے گرفتار ہونے کے باوجود نعرے لگا تا تھا فزت و رب الکعبہ۔

...... بتلائیے کہ عقل بیچاری اس گمراہی اور عقل باختگی کی کیا توجیہہ کرے؟...... یہ فرقہ خوارج بھی پاگلوں اوران پڑھ جاہلوں کا فرقہ نہ تھا بلکہ اُن میں بہت سے اچھے خاصے علم وفہم والے بھی تھے۔''

(فیصلہ کن مناظرہ،ص9 تا14، زیرعنوان بریلی کا تکفیر فتنہ ماضی اور حال، ناشر دارالانفاس کریم پارک 3 راوی روڈ لاہور)

بے چاری عقل اور دیوبندی احمدی مخالفت

دیوبندی مولوی منظور احمد نعمانی صاحب تاریخ کا تجزیہ کرتے ہیں اور بار بار حیران ہوکر سوال کرتے ہیں کہ بعض اوقات مخالفین نفرت میں کس قدر اندھے ہوجاتے ہیں کہ ایک سادہ سی بات بھی اِن بڑے بڑے عقلمندوں کے دماغ میں داخل نہیں ہو پاتی۔ چنانچہ آپ کے نزدیک جو سلوک مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کیا۔ کیا وہ لوگ پاگل ہو گئے تھے؟ جواب تھا نہیں۔ جو سلوک شیعہ خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم سے کر رہے ہیں کیا اِس فرقہ کے سب لوگ پاگل اور عقل عام سے محروم ہیں جواب تھا نہیں اور جو خوارج اور ناصبی سیدنا حضرت علیؓ سے کر رہے ہیں کیا وہ بھی پاگل پن کی وجہ سے ہے جواب تھا نہیں۔ ان میں بھی بڑے بڑے عاقل ذہین وفطین موجود تھے اور ہیں اسی لئے آخر پر آپ بے چارگی سے فرماتے ہیں۔

''عقل بے چاری اس گمراہی اور عقل باختگی کی کیا توجیہہ کرے؟؟''

یقیناً یہی وہ سوال ہے جو آج بے چاری عقل پریشان ہو ہوکر ہر مولوی صاحب سے کر رہی ہے کہ احمدی مخالفت کے ضمن میں وہ آخر کیا مجبوریاں ہیں جو احراری دیوبندی علماء حضرات کو ہر اخلاقی و مذہبی حدود تجاوز کر جانے پر مجبور ولاچار کر رہی ہیں؟

باب نمبر2

احمدی بچوں کے تین سوال

آخر وہ کون سی نادیدہ مجبوری ہے اور سربستہ راز ہے جس کے افشاں ہونے کے خوف سے ایک دیوبندی عالم دین جو کلمہ گو بھی ہے قرآن اور رسول کی محبت کا دعویدار بھی ہے مگر احمدی دشمنی اور عداوت میں اس قدر اُکھڑ جاتا ہے کہ اپنے آپ کو فخریہ مشرکین مکہ کا پیروکار بتانا شروع کر دیتا ہے۔

ہم مشرکین مکہ کے پیروکار ہیں

جی ہاں ختم نبوت کوئٹہ کے ناظم اعلیٰ جناب مولوی تاج محمد بھٹی صاحب نے 2 احمدیوں کو کلمہ طیبہ کے بیج لگانے پر توہین اسلام کا مقدمہ درج کروا کے جیل بھجوا دیا۔ بعد میں جب مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی تو یہ مولانا عدالت کے روبرو بڑے فخریہ انداز میں گویا ہوئے۔

''یہ درست ہے کہ حضورؐ کے زمانے میں جو آدمی نماز پڑھتا تھا۔ آذان دیتا تھا یا کلمہ پڑھتا تھا اس کے ساتھ مشرک یہی سلوک کرتے تھے جو اب ہم احمدیوں سے کر رہے ہیں۔'' ان للہ وانا الیہ راجعون (مصدقہ نقل بیان صفحہ گواہ 5 استغاثہ نمبر 2 تاج محمد ولد فیروز الدین مجریہ 23/دسمبر 1985ء)

''غازیان اسلام'' کا نعشوں سے ''مومنانہ سلوک''

دفن شدہ احمدی نعش باہر پھینک کر کفن اتار دیا۔ دوسرے دن دفن، پھر اکھیڑ پھینکا۔ آخر دریا کے کنارے ریت میں دفن جہاں گیدڑوں نے نکال کر آدھا حصہ جسم کا کھا لیا، سارے شہر کا بھرپور نظارہ، قادیانی کا ''عبرتناک انجام'' اور ہماری ''شاندار خدمتِ اسلام''......غازیان اسلام کی خدمت پر مبنی رپورٹ۔

1946 کی خدمات

1946ء میں جماعت احمدیہ کے ایک فرد مکرم قاسم علی خاں اپنے وطن رام پور میں وفات پا گئے۔

ان کی نعش سے شاندار مومنانہ سلوک پر جو حلفیہ رپورٹ روز نامہ زمیندار میں شائع ہوئی پیش ہے۔

محمد مظہر علی خاں صاحب رامپوری اپنا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”میرے مکان کے پیچھے جو شاہ آباد گیٹ میں واقع ہے محلہ کا قبرستان تھا۔ صبح مجھ کو اطلاع ملی کہ قبرستان میں لاتعداد مخلوق جمع ہے اور قاسم علی کی لاش جو اس کے اعزاء رات کے وقت چپکے سے مسلمانوں کے اس قبرستان میں دفن کر گئے تھے لوگوں نے نکال باہر پھینکی ہے۔ میں فوراً اس ہجوم میں جا داخل ہوا اور بخدا جو کچھ میں نے دیکھا وہ نا قابل بیان ہے۔ لاش اوندھی پڑھی تھی منہ کعبہ سے پھر کر مشرق کی طرف ہو گیا تھا۔ کفن اتار پھینکنے کے باعث متوفی کے جسم کا ہر عضو عریاں تھا اور لوگ شور مچا رہے تھے کہ اس نجس لاش کو ہمارے قبرستان سے باہر پھینک دو۔ جائے وقوعہ پر مرحوم کے پسماندگان میں سے کوئی بھی پرسان حال نہیں تھا۔ لیفٹیننٹ کرنل محمد ضمیر کی خوشامدانہ التجا پر نواب صاحب نے فوج اور پولیس کو صورت حال پر قابو پانے کے لئے موقع پر بھیجا۔ کوتوال شہر خان عبدالرحمن اور سپرنٹنڈنٹ پولیس خان بہادر اکرام حسین نے لوگوں کو ڈرا دھمکا کر لاش دوبارہ دفن کرانے پر مجبور کیا۔ لیکن اس جابرانہ حکم کی خبر شہر کے ہر کونہ میں بجلی کی طرح پہنچ گئی۔ اور غازیان اسلام مسلح ہو کر مذہب و دین کی حفاظت کے لئے جائے وقوعہ پر آ گئے۔

حکومت چونکہ ایک مقتدر آدمی کی ذاتی عزت کی حفاظت کے لئے عوام کا قتل و غارت گوارا نہیں کر سکتی تھی اس لئے پولیس نے لاش کو کفن میں لپیٹ کر خفیہ طور پر شہر سے باہر بھنگیوں کے قبرستان میں دفنا دیا۔ چونکہ مسلمان بہت مشتعل اور مضطرب تھے اس لئے انہوں نے بھنگیوں کو اس بات کی اطلاع کر دی۔ اور بھنگیوں نے اس متعفن لاش کا وہی حشر کیا جو پہلے (مسلمان بھائیوں کے ہاتھوں) ہو چکا تھا۔ پولیس نے یہاں بھی دست درازی کرنی چاہی لیکن بھنگیوں نے شہر بھر میں ہڑتال کر دینے کی دھمکی دی بالآخر سپرنٹنڈنٹ پولیس اور کوتوال شہر کی بروقت مداخلت سے لاش کو دریائے کوسی کے ویران میدان میں دفن کرنے کی ہدایات کی گئیں۔

سپاہی جو لاش کے تعفن اور بوجھ سے پریشان ہو چکے تھے۔ کچھ دور تک لاش کو اٹھا کر لے جا سکے اور شام ہو جانے کے باعث دریائے کوسی کے کنارے صرف ریت کے نیچے چھپا کر واپس آ گئے۔

دوسرے روز صبح کو شہر میں یہ خبر اڑ گئی کہ قاسم علی کی لاش گیدڑوں نے باہر نکال کر گوشت کھا لیا۔ اور ڈھانچہ باہر پڑا ہوا ہے۔ یہ سن کر شہر کے ہزاروں لوگ اس منظر کو دیکھنے کے لئے جوق در جوق جمع ہو گئے میں بھی موقعہ پر جا پہنچا۔ لیکن میری آنکھیں اس آخری منظر کی تاب نہ لا سکیں اور میں ایک پھریری لیکر ایک شخص کی آڑ میں ہو گیا قاسم علی کی لاش کھلے میدان میں ریت پر پڑی تھی اسے گیدڑوں نے باہر نکال لیا تھا اور وہ جسم کا گوشت مکمل طور پر نہیں کھا سکتے تھے منہ اور گھٹنوں پر گوشت ہنوز موجود تھا۔ باقی جسم سفید ہڈیوں کا ڈھانچا تھا آنکھوں کی بجائے دھنسے ہوئے غار اور منہ پر داڑھی کے اکثر بال ایک دردناک منظر پیش کر رہے تھے آخر کار پولیس نے لاش مزدوروں سے اٹھوا کر دریائے کوسی کے سپرد کر دی اور اس طرح ایک امیر جماعت مرزائیہ کا انجام ہوا۔''

(روزنامہ زمیندار 21/جنوری 1951ء)

1915ء کی خدمات

''20/اگست 1915ء کو کنانورا (مالابار) کے ایک احمدی کے۔ایس۔احسن کا ایک چھوٹا بچہ فوت ہو گیا ریاست کے راجہ صاحب نے حکم دے دیا کہ چونکہ قاضی نے احمدیوں کے متعلق کفر کا فتویٰ دے دیا ہے اس لئے اس کی نعش مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ وہ بچہ اس دن دفن نہ ہو سکا دوسرے دن بھی شام کے قریب مسلمانوں کے قبرستان سے 2 میل دور اس نعش کو دفن کیا گیا۔''

(الفضل 19/اکتوبر 1915ء صفحہ 6)

1918ء کی خدمات

''احمدی عورت کی مدفون نعش اکھیڑ کر اُس کے شوہر کے دروازے پر لا کر پھینک دی۔''

(اہل حدیث 6 دسمبر 1918ء)

دسمبر 1918ء میں کٹک (صوبہ بہار) کے ایک احمدی دوست کی اہلیہ فوت ہوگئیں۔ انہوں نے اسے قبرستان میں دفن کر دیا۔ جب مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ ایک احمدی خاتون کی لاش ان کے قبرستان میں دفن کی گئی ہے تو انہوں نے قبر اکھیڑ کر اس لاش کو نکالا اور اس احمدی کے دروازے پر جا کر پھینک دیا۔ مرزائیوں کی میت کی ہم خوب مٹی پلید کرتے ہیں۔

اہل حدیث نے زیر عنوان ''کٹک میں قادیانیوں کی خاطر'' درج ذیل فخریہ رپورٹ آف خدمت اسلام پیش کی۔

''وہ جو کہاوت ہے کہ موئے پر سو دُرّے سو وہ بھی یہاں واجب التعمیل ہو رہی ہے مرزائیوں کی میت کا مت پوچھئے۔ شہر میں اگر کسی میت کی خبر پہنچ جاتی ہے تو عام قبرستانوں میں پہرہ بیٹھ جاتا ہے کسی کے ہاتھ میں ڈنڈا ہے، کسی کے ہاتھ میں چھڑی ہے میت کی مٹی پلید ہو رہی ہے کہ کھوجتے تابوت نہیں ملتی۔ بیل داروں کی طلب ہوتی تو وہ ٹکا سا جواب دے دیتے ہیں۔ بانس اور لکڑی غائب ہو جاتی ہے۔ دفن کے واسطے جگہ تلاش کرتے کرتے پھول کا زمانہ بھی گزر جاتا ہے۔ ہر صورت سے ناامید ہو کر جب یہ ٹھان لیتے ہیں کہ چلو چپکے سے مکان کے اندر قبر کھود کر گاڑ دیں تو ہاتف غیبی افسران میونسپلٹی کو آگاہ کر دیتے ہیں اور وہ غڑپ سے آموجود ہو کر خرمن امید پر کڑکتی بجلی گرا دیتے ہیں۔'' (اہل حدیث کی یکم فروری 1918ء کی فخریہ رپورٹ)

1928ء کی خدمات

16/مارچ 1928ء کو بھدرک (اڑیسہ) میں ایک احمدی شیخ شیر محمد کی بیٹی فوت ہوگئیں دفن کے وقت غیر احمدی بھاری جتھہ لیکر پہنچ گئے اور مارنے پیٹنے لگے آخر والدین لاش گھر لے آئے اور صحن میں دفن کی۔ (الفضل 27/مارچ 1928ء)

1936ء کی خدمات

قادیانی بچے کی لاش قبرستان میں دفن کرنے سے رکوا دینے پر خوشی کی لہر اسلام زندہ باد کے نعرے۔۔۔۔۔۔ (روزنامہ الہلال کی رپورٹ)

12 مارچ 1936ء کو بمبئی کے ایک احمدی دوست کا خوردسال بچہ فوت ہوگیا جب اُسے دفن کرنے کے لئے قبرستان لے گئے تو مخالفین نے جھگڑا شروع کر دیا کہ قبرستان سنی مسلمانوں کا ہے۔قادیانیوں کا نہیں کوئی قادیانی یہاں دفن نہیں ہوسکتا۔کیونکہ قادیانی کافر ہیں پولیس کے ذمہ دار حکام نے جھگڑا بڑھتے دیکھا تو انہوں نے بمبئی میونسپلٹی کے توسط سے ایک الگ قطعہ زمین میں اُسے دفن کرا دیا۔مگر میت کے دفن کرنے کے لئے جو جگہ دی گئی وہ شہر سے بہت دور اور اچھوت کا مرگھٹ ہے۔

روزنامہ الہلال بمبئی اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ جب مسلمانوں نے یہ خبر سنی کہ احمدی میت اس قبرستان میں دفن نہیں کی جائے گی تو اس اطلاع کے ملتے ہی **مسلمانوں نے اسلام زندہ باد کے نعرے لگائے**۔ہر شخص مسرت سے شاداں نظر آتا تھا۔وغیرہ وغیرہ

(الہلال بمبئی 14/مارچ 1936ء)

یہ تو وہ چند خدمات کے مظاہرے ہیں جو ''انگریزی سرکار'' جیسی عدل پرور حکومت کے دور میں بجا لائے گئے۔پاکستان بننے کے بعد ان میں کتنی ترقی کی گئی اس کا نظارہ کرنے کے لئے دیکھئے ''تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ''

نعشوں کی بے حرمتی جیسا مکروہ کام بھی قبول ہے

''آخر وہ کون سی سفاک مجبوری ہے جس کے خونی پنجوں کی تاب نہ لاتے ہوئے ایک دیوبندی عالم دین جو قرآن و رسول کی تعلیمات کا فدائی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔انسانیت کی تمام قدریں بھول کر اس قدر بے حس بن جاتا ہے کہ نعشوں کی بے حرمتی اور ان کو قبروں سے باہر اکھیڑ پھینکنے کو فتح اسلام قرار دینے لگ جاتا ہے اور اس پر شاداں ہوتا اور اسلام زندہ باد کے نعرے لگانے لگ جاتا ہے آخر وہ مجبوری ہے کیا؟

''جب مسلمانوں نے یہ خبر سنی کہ احمدی میت اس قبرستان میں دفن نہیں کی جائے گی تو اس اطلاع

کے ملتے ہی مسلمانوں نے **اسلام زندہ باد** کے نعرے لگائے ہر شخص مسرت و شاداں نظر آتا تھا‘‘
’’متوفی کے جسم کا ہر عضو عریاں تھا‘‘ ’’لاش قبر سے نکال کر باہر پھینک دی‘‘ ’’احمدی بچے کی نعش دو دن والدین لئے پھرتے رہے ہم نے دفن نہیں ہونے دیا‘‘ ’’ہم نے احمدی مدفون عورت کی نعش کو اکھیڑ اس کے گھر والوں کے دروازے پر لا کر پھینک دیا‘‘ ’’ہم مرزائیوں کی میت کی خوب مٹی پلید کرتے ہیں‘‘ ’’احمدی جنازے والوں کو ہم نے خوب پیٹا اور واپس جا کر گھر کے صحن میں اپنی بیٹی کی نعش کو دفن کیا‘‘ ’’احمدی نعش قبرستان میں دفن نہیں ہونے دی۔ اسلام زندہ باد اور ہر شخص مسرت سے شاداں‘‘

بے چاری عقل پھر وہی سوال دہراتی ہے کہ آخر وہ کون سی ناہنجار مجبوری ہے جس کے سائے نے اِن علماء کو انسان تو انسان، لاشوں کا تقدس بھی بھلوا دیا ہے؟

جھوٹ، پھکڑبازی، اشتعال انگیزی کا استعمال اور اخلاق و سنجیدگی کو طلاق

اسلام تو سلامتی اور امن کا مذہب ہے، اخلاق، حیاء ایمان اور دوسروں کے لئے قربان ہو جانے کا نام ہے پھر وہ کونسی منحوس مجبوری ہے جس نے دیوبندی علماء کے لئے یہ تمام دروازے بند کر کے اپنے آپ کو پھکڑ باز اشتعال انگیز، سفیہہ و جاہل جیسی مردود حرکتوں کا فخریہ ڈنڈھورا پیٹنے والا بنا دیا؟ آخر وہ مجبوری کیا ہے؟

مشہور دیوبندی عالم دین مولوی محمد الیاس صاحب بانی تبلیغی جماعت کے سالے جناب مولوی محمد احتشام الحسن کاندھلوی صاحب اپنی جماعت اور اس کے بھٹکے ہوئے راستے پر غور کرنے کے بعد انتہائی دکھ سے فرماتے ہیں۔

> ’’جو کام اہل علم کا ہے وہ ایسے لوگ انجام دینا چاہتے ہیں جو نہ صرف دین سے نا آشنا ہیں بلکہ سفاہت و جہالت اور اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے معاشرے میں بھی کسی اچھی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے۔‘‘ (اصول دعوت وتبلیغ، صفحہ 4 بحوالہ دیوبند سے بریلی مصنفہ کوکب نورانی اوکاڑوی، صفحہ 4 ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

جبکہ مشہور دیوبندی مولوی اللہ یار خان جو ایک بڑے دیوبندی دھڑے کے سربراہ ہیں وہ باقی سارے دیوبندیوں کو سمیت بنوری ٹاؤن، اکوڑہ خٹک، حضوری باغ ملتان اس نظر سے دیکھتے ہیں۔

''عوام بھی بے چارے مجبور ہیں۔ کچھ لوگ دنیاوی مفاد کی خاطر اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہیں مگر علمائے دیوبند کے اجماعی عقائد کے منکر ہیں۔ صالحیہ کرامیہ اور خارجیوں کے عقائد جمع کر کے اس ملغوبے کا نام توحید رکھ لیا ہے اور اس تثلیثی توحید کے پرچار کے لئے دیوبندیت کا اسٹیج استعمال کیا۔ سننے والے سمجھیں دیوبندیت یہی ہے۔ انہیں کون بتائے کہ یہ بہروپئے تو حنفیت سے بھی کوئی واسطہ نہیں رکھتے بلکہ وہ تو اپنے آپ کو اہل سنت والجماعۃ بھی ثابت نہیں کر سکتے۔'' (عقائد و کمالات علمائے دیوبند مصنفہ مولوی اللہ یار خاں، صفحہ 72-73 ناشر ادارہ نقشبندیہ اویسیہ دارالعرفان منارہ ضلع چکوال)

مولوی اللہ یار خاں اپنے ہی دیوبندی علماء بھائیوں کو بہروپئے، صالحہ کرامیہ اور خارجیوں کا خوشہ چین بتاتے ہیں تو ان میں سے ایک مشہور اور روح رواں مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری اپنے آپ کو خنزیر اللہ فرماتے ہیں (بخاری کی باتیں صفحہ 172)

بلکہ ایک دوسری جگہ پر اپنے آپ کو فخریہ دجال بتاتے ہیں چنانچہ شاہ صاحب نے 15 مئی 1935ء کو لاہور میں ایک جلسہ میں جماعت احمدیہ کے خلاف انتہائی دلآزار تقریر کی اور اس میں جماعت کا تمسخر اڑاتے اڑاتے اپنے متعلق فرمایا جس کا ایک فقرہ اخبار احسان میں یہ شائع ہوا کہ

''خدا نے بخاری کو مرزائیوں کے اوپر دجال بنا کر بٹھا دیا ہے''

(بحوالہ الفضل 23 رمئی 1935ء، صفحہ 7 کالم 4)

حال ہی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے پلیٹ فارم سے مولوی محمد طاہر رزاق صاحب کی ایک کتاب ''ختم نبوت کے محافظ'' شائع کی گئی ہے جس میں دیوبندی حضرات کے نمایاں کارناموں کو جمع کیا گیا ہے۔

اس کتاب کے صفحہ 70 پر قاضی مولوی احسان احمد شجاع آبادی کی زندگی کا نچوڑ جسے تحقیقاتی عدالت پنجاب ہائی کورٹ منیر انکوائری رپورٹ میں جج صاحبان نے بطور فیصلہ درج کیا تھا، فخریہ انداز میں اپنے کارناموں میں جگہ دے کر یوں لکھا گیا۔

''قادیانیت کی مخالفت اس شخص کی زندگی کا واحد مقصد معلوم ہوتا ہے......زیادہ اہم

واقعات کا ذکر تو درکنار پاکستان یا کسی شخص کو کوئی آفت پیش آجائے کوئی افسوس ناک واقعہ رونما ہو جائے، قائد ملت قتل کر دیئے جائیں یا ہوائی جہاز گر پڑے قاضی احسان احمد شجاع آبادی کے نزدیک وہ ہمیشہ احمدیوں کی سازش کا نتیجہ ہوتا ہے۔'' (ختم نبوت کے محافظ، صفحہ 70 مصنفہ محمد طاہر رزاق ناشر تحفظ ختم نبوت ملتان)

ایسے ہی ایک اور دیو بندی عالم دین مولوی منظور احمد چنیوٹی جن کو وکیل ختم نبوت اور کئی بار سفیر ختم نبوت کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ وہ اس سے بھی آگے قدم بڑھاتے ہوئے اعلان فرماتے ہیں کہ ''اگر سمندر کی تہہ میں بھی 2 مچھلیاں آپس میں لڑتی ہیں تو اس کے پیچھے بھی قادیانیوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔''

ہاں ہم پھکڑ باز بھی ہیں اور لوگوں کے جذبات سے کھیلتے بھی ہیں

بات یہیں نہیں رکتی بلکہ جھوٹ کو منوانے کے لئے تمسخر اور پھکڑ بازی کا سہارا لیتے ہیں اور اسے فخریہ بیان کرتے ہیں مگر آخر کیوں؟ آغا شورش کاشمیری صاحب جیسا دیو بندی جناب عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کی زندگی کا نمایاں وصف ہی پھکڑ بازی بتاتے ہیں۔

''ان کے ہاں طنز بھی ہے سخت قسم کا طنز لیکن سب وشتم نہیں جن چیزوں سے نفور ہوں ان سے تمسخر بھی روا رکھتے ہیں۔ ان کے ہاں اس تمسخر یا پھکڑ کی زد سب سے زیادہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی ذریات پر پڑتی ہے۔'' (سید عطاء اللہ شاہ بخاری، صفحہ 194 از شورش)

اگر ہم پھکڑ باز ہیں تو کیا ہوا؟؟

اس تمسخر یا پھکڑ بازی پر کوئی شرمندگی نہیں بلکہ فخریہ اعلان فرماتے ہیں۔

''یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مجلس احرار کے خطیبوں میں جذباتیت پھکڑ بازی اور اشتعال انگیزی کا عنصر غالب ہوتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے مگر یہ بھی تو دیکھئے کہ ہماری قوم کی ذہنیت اور مذاق کیا ہے...... آپ ذرا حقیقت پسند، سنجیدہ اور متین بن جائیں پھر آپ مسلمانوں میں مقبول ہو

جائیں اور کوئی تعمیری و اصلاحی کام کرلیں تو ہمارا ذمہ...... اسی طرح اشتعال انگیزی بھی ہماری تحریکوں، جماعتوں اور قائدوں کی جان ہے۔ آپ بڑے بڑے دیندار بااخلاق اور سنجیدہ و متین پہاڑوں کو کھودیں تو اشتعال کا چوہا نکلے گا۔ الیکشن بازی میں تو دینداراور بے دین سب کے سب اشتعال انگیزی ہی سے کام لیتے ہیں ہاں یہ ضرور ہے کہ اس سے کوئی کم لیتا ہے اور کوئی زیادہ۔ ہمارے احراری بزرگ اس میں سب سے آگے ہیں اس لئے رشک وحسد کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔'' (آزاد احرار نمبر مورخہ 27 ستمبر 1958ء صفحہ 17-18)

جوقابو نہ آئے اُس پر احمدی ہونے کا الزام لگادو

عام دنیا میں جھوٹ بولنے کے بھی کئی طریقے رائج ہیں۔ پھکڑ بازی، تمسخر، ہنسانے کے لئے رکیک جملے، اور پھر بازاری زبان۔ مگر دیوبندی دنیا میں یہ سب بھی کافی نہیں اس لئے وہ ان لوازمات کے ساتھ ساتھ ہر اس بندے کو جو نظریاتی طور پر اختلاف رکھتا ہو اس پر احمدی یا احمدی نواز ہونے کا الزام لگانا بھی مقصد حیات بنا لیتے ہیں۔ ہندوستان کے مشہور عالم جناب غلام احمد پرویز صاحب بھی ایسے ہی حملے سے مضروب ہوئے تو آپ نے اس حقیقت سے یوں پردہ اٹھایا۔ آپ فرماتے ہیں۔

ان (دیوبندی) احراری حضرات کی یہ بھی تکنیک ہوا کرتی تھی کہ جونہی کسی نے ان کی مخالفت کی انہوں نے شور مچا دیا کہ یہ میرزائی ہے اور جب وہ بیچارہ چیخا چلایا کہ مجھے میرزائیت سے کوئی واسطہ نہیں تو کہہ دیا کہ یہ میرزائی نہیں تو میرزائی نواز ضرور ہے۔''

(مزاج شناس رسول، صفحہ 444 شائع کردہ ادارہ طلوع اسلام کراچی)

''تبلیغ کا مطلب گالیاں''

دیوبندی حضرات نے 21/اکتوبر تا 23/اکتوبر 1934ء نے قادیان میں تبلیغ کانفرنس منعقد کی۔ اس کانفرنس کا حال مشہور اخبار ''سیاست'' میں ''تبلیغی کانفرنس'' کے عنوان سے یوں شائع ہوا۔

''تبلیغ کے معنی آج تک تو یہ سمجھے جاتے تھے کہ محبت اور آشتی سے دلائل پیش کر کے کسی کو اپنا ہم خیال بنایا جائے لیکن تبلیغ کے یہ معنی کہ کسی گروہ کو گالیاں دے کر مشتعل کیا جائے۔

اب احرار کی مہربانی سے واضح ہوئے ہیں۔ چونکہ ہم قادیان میں احرار کی تبلیغ کانفرنس کے انعقاد کو مفاد ملت کے خلاف سمجھتے تھے اور اس کو انتخاب اسمبلی کا پروپیگنڈہ جانتے تھے لہٰذا اس کے اعلان میں ہم نے کوئی حصہ نہیں لیا۔''

جھوٹ، تمسخر، طنز، پھکڑ بازی، بازاری حملے، رکیک زبان، جھوٹے الزامات اور تبلیغ کا مطلب گالیاں۔ عقل بے چاری حیران و پریشان کھڑی ہے اور کبھی مولوی منظور احمد نعمانی صاحب کی طرف اور کبھی ان کے دوسرے بیٹی بند بھائیوں کی طرف دیکھتی ہے اور پھر ملتجیانہ انداز میں ہولے ہولے لب ہلاتے ہوئے منمناتی ہے کہ آخر وہ کونسی اندھی، گونگی اور بہری مجبوری ہے۔ جس نے حیاء، تہذیب شرافت، تقویٰ، عدل وانصاف، ایمان حتیٰ کہ عقل کو بھی دیوبندی مولوی صاحب کے گھر سے دھکے دے کر باہر نکال دیا ہے؟ آخر وہ کیا ہے؟

مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری جن کی ہذیانی تقاریر نے 1953ء کے سال کو خونی سال بنا دیا۔ سینکڑوں احمدیوں کے خون ناحق بہے۔ ہزاروں مکان لوٹ لئے گئے۔ احراری علماء کی تقاریر اور تحریک نے کیا گل کھلائے حکومت پاکستان کی تحقیقاتی عدالت نے اپنے فیصلے میں اسے اس طرح درج فرمایا۔

''اس دن کے واقعات کو دیکھ کر ''سینٹ بارتھولومیوڈے'' یاد آتا تھا (آگے قتل وغارت لوٹ مار کی لمبی تفصیل درج کرنے کے بعد فرماتے ہیں) جو عام حالات میں قانون وانتظام کے قیام کے ذمہ دار ہوتے ہیں کاملاً بے بس ہو چکے تھے اور ان میں 6/مارچ کو پیدا ہونے والی صورت حال کا مقابلہ کرنے کی کوئی گنجائش اور اہلیت باقی نہیں رہی تھی۔

انسانوں کے بڑے بڑے مجمعوں نے جو معمولی حالات میں معقول اور سنجیدہ شہریوں پر مشتمل تھے ایسے سرکش اور جنون زدہ ہجوموں کی شکل اختیار کر لی تھی جن کا واحد جذبہ یہ تھا کہ قانون کی نافرمانی کریں اور حکومت وقت کو جھکنے پر مجبور کر دیں اس کے ساتھ یہ معاشرے کے ادنیٰ اور ذلیل عناصر موجودہ بدنظمی اور ابتری سے فائدہ اٹھا کر جنگل کے درندوں کی طرح لوگوں (احمدیوں) کو قتل کر رہے تھے ان کے املاک لوٹ رہے تھے اور قیمتی جائیداد کو نذرِ آتش کر رہے تھے محض اس لئے کہ یہ ایک دلچسپ تماشا تھا یا کسی خیالی دشمن سے بدلہ لیا جا رہا

تھا۔'' (بحوالہ مذہب کا سرطان، صفحہ 142-143)

یہ مجنون اور سرکش ہجوم کیسے بنا؟ اور جنگل کے درندوں کی طرح قتل پر آمادہ اس لئے ہوئے کہ دیوبندی مولوی سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب اس خیالی دشمن کے بارے میں خیالی رپورٹنگ یوں فرما رہے تھے۔

''میں مطالبہ کرتا ہوں کہ ربوہ کی خودمختار ریاست پر چھاپہ ماریئے 80,000 ہزار ایکڑ رقبے کے ایک ایک مربع فٹ میں ہزاروں فتنے مدفون ہیں۔ ہزاروں سازشیں ہیں۔ خطر ناک منصوبے ہیں ملت اسلامیہ کی تخریب کے سامان ہیں......حکومت اب بھی راتوں رات چھاپے مارے تو اسے بہت کچھ مل سکتا ہے۔'' (تقریر مئی 1950ء لاہور، خطبات امیر شریعت، صفحہ 52۔ مرتبہ مرزا غلام نبی صاحب جانباز ناشر مکتبہ تبصرہ بیرون دہلی گیٹ لاہور طبع اول)

پھر فرماتے ہیں:

''قادیانی نبی کے امتیوں نے ربوہ میں ایک متوازی حکومت قائم کر رکھی ہے اور ان کے اس نظام کے ماتحت ربوہ میں اسلحہ تیار ہو رہا ہے زمین دوز قلعے تعمیر ہو رہے ہیں......دریائے چناب کے کنارے ربوہ کو ایک قلعہ بند شہر بنایا جا رہا ہے۔ پاکستان کی اِس آزاد حکومت میں اس متوازی حکومت کا قیام ناقابل برداشت ہے۔'' (تقریر لاہور اگست 1952ء، خطبات امیر شریعت، صفحہ 109۔ مرتبہ مرزا غلام نبی صاحب جانباز ناشر مکتبہ تبصرہ بیرون دہلی گیٹ لاہور طبع اول)

یہ تو والد صاحب تھے اور ان کے صاحبزادے جناب سید ابوذر بخاری تو یقیناً والد سے بھی دو ہاتھ آگے نکلے۔ آپ کی ادارت میں اردو اخبار مزدور ملتان سے شائع ہوتا تھا۔ عدالت عالیہ نے اپنے ایک فیصلہ میں والد صاحب کے بعد اس ہونہار فرزند ارجمند کی بلند اخلاقی کا ذکر یوں کیا۔

''ایک اردو اخبار مزدور ملتان سے شائع ہوتا ہے جس کا ایڈیٹر سید ابوذر بخاری ہے جو مشہور احراری لیڈر سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا بیٹا ہے۔ اس اخبار کی غالب توجہ صرف احمدیوں کے

خلاف تحریک پر مرتکز رہی ہے۔اس نے اپنی اشاعت مورخہ 13/ جون 1952ء میں ایک مضمون شائع کیا۔جس میں جماعت احمدیہ کے امام کے متعلق عربی خط میں ایک ایسی پست اور بازاری بات لکھی کہ ہماری شائستگی ہمیں اس کی تصریح کی اجازت نہیں دیتی۔اگر یہ الفاظ احمدی جماعت کے کسی فرد کے سامنے کہے جاتے اور نتیجہ یہ ہوتا کہ کسی کی کھوپڑی توڑ دی جاتی تو ہمیں اس پر ذرہ بھی تعجب نہ ہوتا۔جو الفاظ استعمال کئے گئے وہ پرلے درجے کے مکروہ اور متبذل شوق کا ثبوت ہیں اور ان میں اس مقدس زبان کی نہایت گستاخانہ تضحیک کی گئی ہے جو قرآن مجید اور نبی کریم ﷺ کی زبان ہے۔''(تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ،صفحہ 159)

1953ء میں احمدیوں کے خلاف جن دنوں جھوٹ، قتل وغارت اور لوٹ مار اسلام کے نام پر جاری تھی تو اس وقت کے معروف اخبار میں جناب نصر اللہ خاں صاحب عزیز مدیر تسنیم، جناب ممتاز احمد خاں صاحب مدیر آفاق، جناب خلیل احمد صاحب مدیر مغربی پاکستان جناب محمد حبیب اللہ صاحب اوج مدیر احسان، جناب محمد علی صاحب شمسی مدیر سفینہ نے متفقہ طور پر بیان دیتے ہوئے احراری دیو بندی مولویوں کو خوف خدا یاددلایا۔متفقہ بیان تھا:

''تحفظ ختم نبوت کے مقصد سے ہر مسلمان کو ہمدردی ہے۔ختم نبوت مسلمان کے ایمان کا جز ہے لیکن اس مقدس مقصد کے نام پر بھنگڑے سوانگ، رچانا مغلظ گالیاں نکالنا اور اخلاق سوز حرکتیں کرنا مسلمانوں کے لئے باعث شرم ہے۔''(روزنامہ آفاق 4/ مارچ 1953ء، صفحہ 6)

راولپنڈی کے مشہور اخبار ''تعمیر'' اپنے اداریئے میں اس دیو بندی خدمت اسلام کو یوں دیکھتا ہے۔

''......مقدس عَلَم کے نیچے فُحش اور بازاری گالیاں سن کر رحمۃ للعالمین کے نام پر لوٹ مار ۔توڑ پھوڑ اور آتش زدگی کی وارداتیں اور ساری دنیا کے لئے امن وسلامتی کا پیغام لانے والے کے پرستار ہونے کے دعویداروں کی جانب سے تشدد اور بدامنی دیکھ کر کس مسلمان کا

سر ندامت سے نہیں جھک جائے گا۔''(روزنامہ تعمیر 11 مارچ 1953ء،صفحہ 3)

اخبار مغربی پاکستان لاہور 6 مارچ 1953ء کے دن دیوبندی خدمات کو ان نظروں سے دیکھتے ہوئے رقم طراز تھا۔

''خدا اور محمدؐ کے نام کے ساتھ انتہائی غلیظ اور قابل نفرت گالیاں دی جاتی ہیں تشدد کے مظاہرے کئے جاتے ہیں......کیا یہ سچے مسلمان کے اعمال ہو سکتے ہیں؟ پھر مذہب کے نام پر یہ ہڑبونگ کیوں مچائی جارہی ہے۔ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ احراریوں کی ہٹر بونگ،اس راست اقدام اس ختم نبوت کو اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔''(روزنامہ مغربی پاکستان لاہور 6 مارچ 1953ء)

جھوٹ،پست اور بازاری زبان،پرلے درجے کی مکروہ گستاخانہ تضحیک بھنگڑے سوانگ،مغلظ گالیاں،اخلاق سوز حرکتیں،فحش بازاری گالیاں،لوٹ مار،توڑ پھوڑ اور آتش زدگی کی وارداتیں کرتے اور کرواتے ہوئے یہ عالم دین کس اسلام کو پیش کر رہے ہیں؟احمدیت کی دشمنی میں اتنا مکروہ اخلاقی دیوالیہ کیوں؟عقل بے چاری مولوی منظور احمد نعمانی کی زبان میں حیران ہو ہو کر پھر سوال کرتی ہے کہ آخر وہ کون سی مکروہ مجبوری ہے جس کے سامنے دیوبندی علماء نے گھٹنے ٹیکے ہوئے ہیں ہر اخلاقی و مذہبی حدود و قیود کو پھلانگنا قبول کر لیا ہے اور ہر ایمانی قدر سے طلاق لینا پسند کر لی۔آخر کیوں؟اور آخر کس لئے؟یہی بات ایک احمدی بچے کا پہلا سوال ہے

سوال نمبر 2

دوسری بات جو احمدی بچے ان دیوبندی حضرات سے پوچھتے ہیں کہ بانی جماعت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے 1880ء میں تائید اسلام میں اپنی پہلی کتاب تصنیف فرمائی جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے والی بہت سی بشارات والہامات کا تذکرہ فرمایا اور یہ تحریر و دعاوی کا سلسلہ آپ کی حیات برکات کے اخیر تک یعنی 1908ء تک جاری رہا۔

اِس عرصہ میں دیوبند کے 5 ابتدائی بزرگان حیات تھے۔

1۔دیوبند کے موسس اعلیٰ: مولوی محمد قاسم نانوتوی

2۔دیوبند کے قطب عالم: مولوی رشید احمد گنگوہی

3۔دیوبند کے شیخ الحدیث: مولوی خلیل احمد سہارنپوری

4۔دیوبند کے حکیم الامت: مولوی اشرف علی تھانوی

5۔دیوبند کے امام الہند: مولانا ابوالکلام آزاد

ان میں سے موخر الذکر مولانا ابوالکلام آزاد تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جنازہ کے ساتھ لاہور سے قادیان تک گئے اور واپسی پر اپنی اخبار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ''فتح نصیب جرنیل'' اور اسلام کا عظیم مدافع قرار دیا۔

پھر 1908ء کے بعد یہ کیا ماجرا ہو گیا کہ بعد میں آنے والے قدرے کم درجہ کے علماء دیوبند نے اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا صرف اور صرف جماعت احمدیہ کے لئے سخت زبان استعمال کرنا بنالیا۔ یہ U-turn کیوں آیا اور کیسے آیا؟ اور آخر کس مجبوری نے اہالیانِ دیوبند کا قبلہ وکعبہ بدل کر رکھ دیا؟

سوال نمبر3

تیسرا سوال جو احمدی بچے ان دیوبندی حضرات سے مزید حیران ہو کر پوچھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اول المخالفین کی صف میں زیادہ بڑی تعداد میں غیر مقلدین کا گروہ نظر آتا ہے جن میں مولوی ثناء اللہ امرتسری، مولوی نذیر حسن دہلوی، مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی بشیر حسین بھوپالوی، اور غزنوی خاندان کے افراد وغیرہ ہیں جن سے حضور علیہ السلام کے تحریری بھی اور زبانی بھی مباحثے و مذاکرے ہوئے مگر پھر اچانک سین پلٹتا ہے اور دیوبندی حضرات کبھی احرار کی شکل میں اور کبھی محافظین ختم نبوت کے نام سے جماعت احمدیہ پر حملہ آور ہو جاتے ہیں اور پھر مخالفت بلکہ اندھی مخالفت کی پہلی صف کو سنبھال لیتے ہیں۔

اچانک مخالفین احمدیت کی صفوں میں تبدیلی اور دیوبندی حضرات کا صف اول میں آنا۔ یہ حادثہ اسلام اور ختم نبوت سے محبت تھی یا کسی سیاسی مجبوری کا شاخسانہ؟

احمدی بچے کے یہ سوال اور اِن جیسے دیگر سینکڑوں سوال تقاضا کرتے ہیں کہ دیکھا جائے کہ آخر وہ کیا مجبوری ہے جس نے دیوبندی حضرات کا Motto ہی جماعت احمدیہ کی اندھی مخالفت بنا دیا؟

باب نمبر3

1905 کا وہ سربستہ راز

احمدی بچوں کے ظاہراً سادہ سے نظر آنے والے سوال اپنے دامن میں بہت سی آفاقی سچائیاں سمیٹے ہوئے ہیں۔ بہت سی تلخ سچائیاں اور بہت سے تلخ حقائق۔ وہ دل کیسا ہوگا؟۔۔۔وہ آنکھ کیسی ہوگی؟۔۔۔ وہ زبان کیسی ہوگی؟۔۔۔وہ ہاتھ کیسے ہونگے؟ جنہوں نے فاطمۃ الزہراؓ کی گود میں کھیلنے والے۔۔۔علی المرتضیٰؓ کے بازووں میں چہکنے والے ۔۔۔سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کندھوں پر بیٹھ کر کلکاریاں مارنے والے سردارِ بہشت کو بھوکا پیاسا رکھ کر تڑپا تڑپا کر شہید کیا اور پھر نماز ادا کی۔

وہ مفتی صاحب کیسے ہونگے؟۔۔۔اور اُن کا قلم کیسا ہوگا؟ جنہوں نے خانوادہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علی اصغر جیسے معصوم کم سن بچے پر پانی بند کیا اور پھر پانی مانگنے پر اس کے حلق پر تیر مار کر اُسے دکھوں سے آزاد کیا

وہ جرنیل کیسے ہونگے؟۔۔۔اور اُن کے سپاہی کیسے ہونگے؟ جو خاندان نبوت کی پاک دامن تتلیوں جیسی شہزادیوں کو بھوکے پیاسے، ننگے سر اور ننگے پاوں اسیر کرکے پیدل چلاتے ہوئے بڑے فخر سے حاکم وقت کے دربار میں لے کر حاضر ہوئے۔

تاریخ اِن تمام سوالوں کو جواب دیتی ہے۔ ایک ایک ظلم کے پیچھے چھپے حقائق کو بے نقاب کرتی ہے اور چیخ چیخ کر یہ اعلان کرتی ہے کہ جب مذہب کے نام پر سیاست شروع ہوجائے تو آنکھوں پر اقتدار کے حصول کی پٹیاں بندجاتی ہیں ایسے میں ضرور کربلا کے سانحہ ہوتے ہیں۔

کاتب وقت آج بھی تاریخ لکھ رہا ہے۔ اس لئے ان سوالوں کے جواب جاننے کے لئے ضروری ہے کہ تاریخ کے جھروکوں میں جانکھا جائے۔

آیئے آج ہم آپ کو سناتے ہیں 1905ء کے اُس سیاسی و مذہبی کھیل کی کہانی جس نے دیو بندی علماء کی راتوں کی نیند حرام کر دی۔۔۔یعنی مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا علمائے دیو بند پر وہ جوابی حملہ جسے تاریخ اب ''حسام الحرمین'' کے نام سے یاد کرتی ہے۔۔۔یعنی بریلوی اور دیو بندی فرقاتی لڑائی کا وہ منظر نامہ جس میں دیو بندی اور بریلوی امت کے علماء ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے کھیل میں احمدیت کو بھی گھسیٹ لیتے ہیں۔مگر یہ گھسیٹنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔آیئے مذہبی دنیائے تاریخ کی ایک اور سیاسی مجبوری دیکھتے ہیں۔

بریلوی دیوبندی جھگڑا

گزشتہ صدی کے ہندوستان میں بریلوی دیو بندی جنگ اپنے عروج پر تھی۔دیو بندی حضرات بریلویوں کو مشرک،کافر،تو ہم پرست،پیر پرست،میلاد،عرس،قوالی،فاتحہ،نذر، نیاز،دسواں، بیسواں،چالیسواں وغیرہ کرنے والے بدعتی،قبوری کے نام سے یاد کرتے اور انہیں قرآن وحدیث کے ذریعہ توحید کی طرف بلاتے بلکہ ان کو تجدید اسلام کی دعوت دیتے اور انہیں مکہ کے مشرکوں سے بدتر ہونے کا اعلان کرتے۔بلکہ مشہور دیو بندی مولوی عامر عثمانی تو بریلویوں کا تعارف اِن الفاظ میں کرواتے نظر آتے تھے۔

بریلوی تعارف دیوبندی نظر سے

''بریلویوں سے کچھ بعید نہیں کیونکہ ان کے علم وفکر اور اخلاقی حالت کا جو اندازہ ان کی بے شمار تحریروں سے ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ جہالت وسفاہت کی کوئی قسم ایسی نہیں جن کا صدور اِن سے ممکن نہ ہو۔رکیک الکلام،آوارہ زبان،گھٹیا پیام،قرآن وحدیث سے جاہل،منطق و علم کلام و ادب سے نا آشنا،اللہ کی بجائے مردوں اور پیروں فقیروں سے مرادیں مانگنے والے دوسروں کی تحریریں مسخ کرنے والے،افتراء پردازی و ہرزہ سرائی میں طاق و ماہر۔ اپنے سوا ہر شخص کو دوزخ میں دھکا دینے کا رسیا......یہی خرافت،فتنہ پروری،ابوالفضو لی،کفر سازی،ہرزہ سرائی ان کا دین ومذہب۔''

(ماہنامہ تجلی دیوبندی یوپی، بحوالہ دیوبندی کتاب اعلیٰ حضرت احمد رضا خان کے کارنامے، صفحہ:34)
کچھ عرصہ تک تو دیوبندیوں کا پلّہ بھاری رہا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد صورت حال بدل گئی۔ بریلوی فرقہ کو مولوی احمد رضا خان کی شکل میں ایک تیز زبان لیڈر میسر آ گیا اور پھر جو انہوں نے جوابی مسند سنبھالی تو الامان والحفیظ۔ وہ وہ الفاظ اور فتاویٰ سامنے آئے کہ دیوبندی اپنے تمام تر شیوخ الحدیث اور اقطاب عالم سمیت حیران و پشیمان نظر آنے لگے۔

دیوبندی تعارف بریلوی نظر سے

مولوی عامر عثمانی کی طرح سرخیل بریلویت جناب احمد رضا خان صاحب بریلوی نے بنفس نفیس دیوبندیوں اور وہابیوں کی تصویر جو اپنے فرقے کے لوگوں کو دکھائی وہ یوں تھی

''فرقہ وہابیہ، شیطانیہ، ابلیس لعین کے پیرو، بے دین، مکار، سرکش، کافر، بدبخت، دین کے دشمن، خدا کے مشہور کافر معاند، مفسد گروہِ شیطان، زیاں کار مردود، کمینے، کجی والے مشرک، ظالم، ہٹ دھرم کافر، دوزخ کے کتے، فاجر کافر، دین سے خارج، کافروں کے منادی، جاہلوں کو دھوکہ دینے والے، کافروں کے راز دار، کافران گمراہ گر، سخت جھوٹے، مفتری، ظالم، ان کی کہاوت کتے کی طرح کجرو، مُضل، ملحد، ان کا کافر ہونا پہروں دن آفتاب سا روشن، یہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی، انہیں بہرہ کر دیا۔ ان کی آنکھیں اندھی کر دیں۔ وہ دین سے نکل گئے۔ خدا کی قسم وہ کافر ہو گئے۔ وہابی، فاجر، متمرد، ان پر کفر کا حکم ہے۔ دہریئے۔ 100 کافروں سے بدتر، قیامت تک ان پر وبال، گھناؤنی گندگیوں میں لتھڑے ہوئے، کفری نجاستوں میں بھرے ہوئے۔ ہر کبیرہ سے بدتر کبیرہ ہر ذلیل سے زیادہ ذلیل۔ ان کا ٹھکانہ جہنم۔'' (حسام الحرمین۔ 73، 74، 75، 79 بحوالہ اعلیٰ حضرت، حیات اور کارنامے، صفحہ 31)

ناپاک کتے

مزید بعض دیوبندی حضرات کا نام لے کر فرماتے ہیں۔

''ابوالکلام آزاد، حسین احمد مدنی، مفتی کفائت اللہ دہلوی، خان عبدالغفار خاں سرحدی

گاندھی، عبدالشکور لکھنوی، احمد سعید شبیر احمد عثمانی، عطاء اللہ شاہ بخاری، فرقہ احرار اشرار بھی فرقہ نیچریت کی ایک شاخ ہے اس ناپاک فرقے کے یہ بڑے بڑے مکلبین (کتے) یہ ہیں۔" (تجانب اہل السنۃ، صفحہ 160 بحوالہ اعلیٰ حضرت، حیات اور کارنامے صفحہ 27)

مولوی احمد رضا خان کو ارض حجاز میں سزا دلوانے کا پروگرام

برصغیر پاک و ہند کے طول و عرض میں بریلوی اور دیوبندیوں کی کفر و اسلام کی یہ جنگ بڑی مستقل مزاجی اور گرم جوشی جاری تھی کہ اسی دوران 1905ء کے حج کا موسم آن پہنچا۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے حج کے لئے حجاز عازم سفر ہونے کا پروگرام بنایا تو دیوبندیوں نے اُن کے پیچھے پیچھے مولوی خلیل احمد سہارن پوری کو بھجوانے کا پروگرام تیار کرلیا۔ اور اس دوران ایک طویل محضر نامہ تیار کر کے بہت سے لوگوں کے دستخط بھی لے لئے جس میں درج تھا کہ فلاں......بن......فلاں......شہر کا رہنے والا ہے جو آج کل حجاز میں ہے۔ یہ شخص اعلیٰ درجے کا خواہش نفسانی اور بدعات میں مبتلا ہے۔ تمام مسلمانوں، خصوصاً علمائے کرام اور بزرگان دین کو فاسق اور گمراہ کہتا پھر رہا ہے اور لوگوں میں ان حضرات کے بارے میں نفرت پھیلاتا رہتا ہے اب تک اس نے سینکڑوں علمائے کرام کی تکفیر اور سب و شتم میں رسالے لکھ ڈالے ہیں۔ غلط عقائد لوگوں میں پھیلاتا رہتا ہے ہر گھر میں اس کی وجہ سے لڑائی جھگڑے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

(عقائد علمائے دیوبند اور حسام الحرمین مصنفین مولوی خلیل احمد، مولوی حسین احمد مدنی، مولوی منظور احمد نعمانی، مولوی تقی عثمانی، صفحہ 25، دارالاشاعت اردو بازار کراچی نمبر 1)

مشہور دیوبندی مولوی حسین احمد مدنی پہلے ہی سے حجاز میں مستقل سکونت رکھتے تھے جبکہ شیخ محمد معصوم صاحب نقشبندی رامپوری اور مولوی منور علی صاحب دیوبندی شریف مکہ کے مشیروں میں شامل تھے۔ شیخ محمد معصوم صاحب نے اس محضر نامے کو آفندی عبدالقادر شیبی کنجی بردار خانہ کعبہ کے ذریعہ شریفِ مکہ تک پہنچوا دیا۔ شریفِ مکہ نے اس محضر نامے کو پڑھتے ہی مولوی احمد رضا خاں صاحب کی گرفتاری کے احکامات صادر فرما دیئے اور یوں مولوی صاحب کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا گیا۔

مولوی احمد رضا خان کو حجاز میں سزا دلوائی جائے

دیوبندی مولوی حسین احمد نجیب اس محضر نامے کی ضرورت کے متعلق فرماتے ہیں۔

''اس محضر نامے کو بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ ہندوستان میں چونکہ انگریزی حکومت اس شخص کی پشت پناہی کر رہی ہے جس کی وجہ سے اس کے خلاف عدالت میں کوئی کارروائی عمل میں نہیں آسکتی۔ لیکن خطہ عرب میں چونکہ مسلمانوں کی حکومت ہے اور وہ مسلمانوں اور علمائے اسلام کے ایسے بدخواہ کو قرار واقعی سزا دے سکتی ہے۔'' (عقائد علمائے دیو بند اور حسام الحرمین، صفحہ 25-26)

مولوی احمد رضا خان حجاز کی جیل میں

مولوی احمد رضا خان صاحب کو فوری طور پر جیل میں ڈال دیا گیا۔ بعد ازاں آپ کو شریف مکہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ چونکہ خاں صاحب کے عقائد ونظریات کے بارے میں کوئی ایسی کتاب مکہ مکرمہ میں دستیاب نہ تھی جس سے ان کے عقائد معلوم ہو سکتے۔ البتہ مولوی عبدالسمیع رامپوری کی کتاب انوارالساطعہ پر ان کی ایک تقریظ موجود تھی اُسی تقریظ کو بنیاد بنا کر مندرجہ ذیل تین سوالات مرتب کر کے خاں صاحب کو دیئے گئے کہ آپ نے یہ لکھا ہے کہ

1۔ رسول اللہ ﷺ کو ازل سے ابدّ تک کی جملہ چیزیں معلوم ہیں۔

2۔ آپؐ سے کائنات کی ذرہ برابر چیز بھی پوشیدہ نہ تھی۔

3۔ آپ نے تقریظ کے آخر پر لکھا ہے و صلی اللّٰہ علیٰ من ھو الاول والاخر والظاھر والباطن۔

اور حکم دیا گیا کہ ان تینوں سوالوں کے جواب فوری لکھو اور اپنا عقیدہ بیان کرو جب تک ان سوالوں کا جواب نہ دے دو گے تمہیں سفر کرنے کی اجازت نہیں۔

احمد رضا خان صاحب کا اپنا بیان

مولوی احمد رضا خان نے اپنے سفر مدینہ کا مکمل حال کتابی شکل میں شائع فرمایا ہوا ہے۔ آپ اس واقعہ کو یاد کر کے کہتے ہیں کہ

''ان میں سے بعض جواب میرے دیکھنے میں آئے جن میں فرمایا ہے کہ یہ خبیث کذابوں کا کذب خبیث ہے اس کو تو مکہ معظّمہ میں وہ اعزاز ملا جو کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔ وہا بیہ کی تو کیا شکایت کہ وہ اعداء ہیں......ان کے افتراؤں نے بعض جاہل کچے سنیوں کو بھی میرے مخالف کر دیا تھا۔ یہ بہتان لگا کر کہ یہ معاذ اللہ حضرت شیخ مجدد کو کافر کہتا ہے اور جب مکہ معظّمہ میں علم غیب کا مسئلہ بفضلہٖ تعالیٰ باحسن وجوہ روشن ہوگیا تو اب یہ جوڑی کہ عیاذ باللہ یہ قدرت نبویؐ کو قدرت الٰہی کے برابر کہتا ہے کچھ ناسمجھ لوگ آیۃ کریمہ یایھا الذین امنوا ان جاءکم فاسقٌ بنبإٍ فتبینوا۔ پر عمل نہ کرنے والے ان کے داؤں میں یعنی فریبوں میں آ گئے۔ مدینہ طیبہ میں ایک ہندی صاحب شیخ الحرم عثمان پاشا کے یہاں کچھ دخیل تھے...... یہ بھی ان کذابوں کی باتوں سے متاثر ہوئے۔(اعلیٰ حضرت کا سفر مدینہ مصنفہ مولوی احمد رضا خان، صفحہ 46 ناشر مکتبہ اعلیٰ حضرت مزنگ لاہور)

مولوی احمد رضا خان صاحب کا جوابی حملہ

مولوی احمد رضا خان صاحب نے جیسے تیسے ان تینوں سوالوں کے جواب دے دیئے جس پر مسئلہ رفع دفع ہو گیا اور آپ کو سفر کرنے کی اجازت مل گئی۔ مگر خاں صاحب کو ان دیوبندی حضرات پر بہت غصہ تھا جن کی وجہ سے ان کو حجاز میں جیل کی ہوا کھانی پڑی تھی۔ اس لئے انہوں نے فوری واپسی کرنے کی بجائے حساب برابر کرنے کا پروگرام بنایا اور اپنے وکیل مفوض شیخ صالح کمال کے ذریعہ شریفِ مکہ کے پاس پیغام بھجوایا کہ

''افسوس مجھ پر تو اس طرح لے دے ہو رہی ہے حالانکہ میں خواص اہل سنت سے ہوں مگر ایک شخص (مولوی خلیل احمد سہارن پوری جو یہ محضر نامہ لے کر گئے تھے) یہاں ایسا موجود ہے جو خدا کو جھوٹا اور شیطان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہتا ہے اس پر کسی قسم کا مواخذہ نہیں کیا جاتا۔''

مزید یہ کہ

i۔ انہوں نے مولانا محمد قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس میں سے ختم نبوت کی تفسیر والے حوالے۔

ii۔ مولوی رشید احمد گنگوہی کی کتاب سے کہ اگر کوئی اللہ کی نسبت یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ

اللہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کو کافر مت خیال کرو۔

iii۔مولوی خلیل احمد کی کتاب براہین قاطعہ سے کہ شیطان کے علم کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زائد سمجھتے ہیں۔

iv۔مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب حفظ الایمان سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم زید وعمر بلکہ چوپایوں کے برابر ہے۔

اسی طرح لکھا کہ ان دیوبندی حضرات کے بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے ساتھ محبت کے تعلقات ہیں اور آگے آپ علیہ السلام کے متعلق تفصیل درج کی کہ آپؑ دعویٰ مہدویت و مسیحیت کے ساتھ ساتھ ختم نبوت کی وہی تفسیر فرماتے ہیں جو مولانا قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس میں درج کی ہے۔ یوں ان تمام حوالوں کو لیکر ان کا عربی ترجمہ کر کے علمائے حرمین کے سامنے فتویٰ کفر کے لئے پیش کر دیا اور اپنی اس تحریر کو ''المعتمد المستند'' کے نام سے معنون کر دیا۔

احمد رضا خان صاحب کا تیر ٹھیک نشانے پر

علمائے حرمین کی ایک بڑے تعداد نے دیوبندیوں کو کافر قرار دیتے ہوئے ان پر کفر کا فتویٰ صادر فرما کر مہریں لگا دیں۔ یوں مولوی احمد رضا خان صاحب خوشی خوشی واپس ہندوستان لوٹ آئے اور ان تمام فتاویٰ اور اپنی تصنیف ''المعتمد المستند'' کو اکٹھا کر کے حسام الحرمین کے نام سے شائع کر دیا۔ بلکہ بقول دیوبندی مولوی عبدالرحمن ''احمد رضا خان بریلوی نے حرمین شریفین کا وہ متبرک فتویٰ ہندوستان لا کر اتنی کثرت سے شائع کیا کہ مشرق و مغرب تہہ و بالا ہو گئے۔''

(اعلیٰ حضرت کے علمی کارنامے، صفحہ 16 مصنفہ مولوی عبدالرحمن مطاہری ربانی بک ڈپو کٹرہ شیخ چاند لال کنواں دہلی، نمبر 6)

یوں دیوبندیوں کو لینے کے دینے پڑ گئے تھے حرم میں اُن کو قید کروانے کے جواب میں مولوی صاحب نے ان کے کفر کا فتویٰ حاصل کر لیا چنانچہ بریلوی مولوی ارشد القادری ایڈیٹر جام نور اسی حسام الحرمین کے فتویٰ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں

خاتم النبیین کی تشریح میں جماعت احمدیہ بانی دیوبند کے مسلک پر ہے

''جماعت احمدیہ خاتم النبیین کے مضمون کی تشریح میں اسی مسلک پر قائم ہے جو ہم نے

سطور بالا میں جناب مولوی محمد قاسم نانوتوی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔‘‘(زیرو زبر ،صفحہ 123 ،مصنفہ ارشد القادری شائع کردہ رومی پبلی کیشنز 38 اردو بازار لاہور)

اسی طرح ارشد القادری صاحب مزید احمدی اور دیو بندی نقطہ نظر کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ

’’قادیانیوں کا یہ دعویٰ اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا انکار نہیں کرتے بلکہ خاتم النبیین کے اس معنی کا انکار کرتے ہیں جو عام مسلمانوں میں رائج ہے......اسی بناء پر مولوی محمد قاسم نانوتوی نے بھی عوام کے معنوں کو نادرست قرار دیا آپ تحریر فرماتے ہیں عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم و تاخر زمانی میں بالذّات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔‘‘

پھر اس پر اپنا تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

i۔لفظ خاتم النبیین کے معنی کی تشریح کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ نانوتوی کے مسلک پر ہے۔

ii۔مرزا غلام احمد قادیانی اور مولانا نوتوی دونوں کے انداز فکر اور طریقہ استدلال میں پوری پوری یکسانیت ہے۔

iii۔’’اتنی عظیم مطابقتوں کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ اس مسئلہ میں دونوں کا نقطہ نظر الگ الگ ہے۔‘‘ بلکہ آخر پر اپنا تجزیاتی فیصلہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ’’اگر قادیانی جماعت کو منکر ختم نبوت کہنا امر واقعہ ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس انکار کی بنیاد پر دیو بندی جماعت کو بھی منکر ختم نبوت نہ قرار دیا جائے۔‘‘(زیروزبر مصنفہ ارشد القادری ایڈیٹر جام نور ،صفحہ 122 تا 124 ،روحی پبلی کیشنز 38 اردو بازار لاہور)

دیوبندیوں کو احمدیت کی دشمنی میں نمبر 1 ہونے کا خیال کیوں آیا؟

بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی۔ مولوی احمد رضا خان صاحب نے حرم سے نکلنے سے پہلے

پہلے 3 باتیں حرمین کے علماء کو رٹا دیں۔

اول: دیوبندی منکر ختم نبوت ہیں۔

دوئم: ان کے بانی جماعت احمدیہ سے محبت و اخوت کے تعلقات ہیں اور دونوں کا ختم نبوت پر یکساں موقف ہے۔

سوئم: یہ کہ یہ فرقہ گستاخ رسول ہے۔

دیوبند کو حرم کے علماء کے مزید 26 سوالوں کا سامنا

دیوبندی حضرات نے دوبارہ اپنی طاقت اکٹھی کی اور حرم کے ایک ایک مفتی کے پاس حاضر ہوئے اور بتایا کہ یہ آپ سے ظلم ہو گیا ہے۔ ہم ایسے نہیں ہیں۔ مولوی احمد رضا خان صاحب نے حوالے تروڑ مروڑ کر پیش کئے ہیں۔ اس پر حرم کے علماء نے 26 سوالوں پر مشتمل ایک سوالنامہ تیار کر کے دیوبندیوں کے علماء کے لئے ہندوستان روانہ کر دیا جس میں سوال نمبر 10 تھا کہ کیا آپ حضرات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی و رسول کو جائز سمجھتے ہیں؟

> اسی طرح سوال نمبر 26 کہ آپ حضرات قادیانی (حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام) کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ جس نے مسیح و نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ یہ سوال اس لئے کیا جارہا ہے۔ کہ یہ بریلوی لوگ آپ حضرات کی جانب یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ آپ حضرات اس سے محبت رکھتے ہیں اور اس کی تعریف کرتے ہیں۔'' (اعلیٰ حضرت حیات اور کارنامے، صفحہ 92-93)

دیوبندی تاریخ کا وہ TURNING POINT

دیوبندی تاریخ کا یہی وہ turning point ہے یہاں وہ مولوی احمد رضا خان بریلوی کی حسام الحرمین سے زچ ہو جاتے ہیں اور یہاں سے پھر وہ ایک طرف

☆ ''ختم نبوت کی تفسیر میں احمدی دیوبندی یکساں موقف رکھنے''

☆ یا ''احمدیت سے محبت رکھنے''

☆ ’’یا احمدیت کی تعریف کرنے‘‘ کے الزام کو دھونے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں
تو دوسری طرف مولانا قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس پر غلاف چڑھانے بلکہ طعن کرنے بلکہ ان کے موقف سے مکمل انحراف میں مصروف ہو جاتے ہیں۔اور یہیں سے ظلم کی اس اندھی رات کا آغاز ہوتا ہے جس میں احمدی نعشوں کو قبروں سے اکھاڑ باہر پھینکنا، بچوں بوڑھوں نوجوانوں حتی کہ عورتوں پر ظلم کرنا، گھر بار کو لوٹ لینا، بیوت الذکر سے کلمہ طیبہ کو گندگی مل کر مٹا دینا، معصوم نمازیوں کو بموں سے اڑا دینا، کلمہ طیبہ سینے پر لگانے والوں کو جیل کی کال کوٹھڑیوں میں جھونک دینا، جہاد بن جاتا ہے اور یہ ہے وہ خفیہ راز اور خفیہ مجبوری جس میں دیوبندی علماء تمسخر اڑاتے، قبریں اکھیڑتے، بیوت الذکر گراتے قرآن جلاتے اور یہ نعرہ لگاتے نظر آتے ہیں کہ ہاں ’’ہم احمدیوں سے وہیں سلوک کر رہے ہیں جو مکہ میں مشرکین مکہ معصوم مسلمانوں سے کیا کرتے تھے‘‘۔

مجھے اقتدار ملے تو میں سب احمدیوں کو ذبح کر دوں گا

مشہور دیوبندی مصنف طاہر عبدالرزاق نے ’’ختم نبوت کے محافظ‘‘ کے نام سے مختلف علماء کے بیانات شائع کئے ہیں جس میں مولوی تاج محمود فیصل آبادی صدر تحفظ ختم نبوت مغربی پاکستان بڑی مسرت اور بڑے فخر سے اعلان کرتے نظر آتے ہیں۔

’’خون کی ندیاں بہا دوں گا۔اور سب احمدیوں کو ذبح کر دوں گا۔‘‘

’’اگر مجھے اقتدار ملے اور میں پاکستان کا سربراہ بنوں تو میرا فیصلہ......مولانا نے اپنا ہاتھ کھول کر بازو پھیلایا اور اسے تلوار کی طرح لہراتے ہوئے فرمایا کہ میں تو ان سب کا صفایا کر دوں گا یعنی خون کی ندیاں بہا دوں گا۔بچوں بوڑھوں عورتوں سب کو ذبح اور املاک کو آگ لگا دوں گا۔(انا للہ وانا الیہ راجعون)

(ہفت روزہ لولاک فیصل آباد از پروفیسر محمد طاہر بحوالہ ختم نبوت کے محافظ از طاہر عبدالرزاق، صفحہ 37)

وہ جو کہتے ہیں کہ خود بدلتے نہیں اور قرآن بدل دیتے ہیں والی بات عملی طور پر نظر آنے لگے جاتی ہے۔1905ء کے بعد کے دیوبندی حضرات نے تحذیر الناس سے کیا انحراف کیا تمام اسلامی اقدار سے بھی کنارہ کش ہو گئے اور پھر صرف اور صرف ایک ہی اصول طے پا گیا کہ ہم نے دنیا کو دکھانا

ہے کہ ہماری ختم نبوت کی تفسیر احمدیوں سے بالکل نہیں ملتی، بلکہ ہمارا احمدیوں سے کوئی ہمدردی کا رشتہ نہیں، بلکہ ہم تو احمدیوں کے اول المخالفین ہیں، بلکہ ہم تو ان کے ازلی دشمن ہیں، بلکہ ہم کو موقعہ ملے تو ہم ان کو ذبح کر دیں اور زندہ رہنے کا بھی حق چھین لیں، بلکہ ہم تو ان کو بموں سے اڑا دیں، ان کی مساجد کو ''مرزواڑے'' کا نام دے دیں اور ان کے گھروں پر سے کلمہ طیبہ کو کھرچ ڈالیں، ان کو شعائر اسلام یہاں تک کہ السلام علیکم کہنے اور آذان دینے سے بھی روک دیں اور ان ''تمام نیک کاموں'' کا سہرا ہمارے سر پر ہو اور کاش ان تمام ''نیک کاموں'' سے ہمارے ماتھے پر لگا ''تحذیر الناس'' کا داغ دھل جائے اور کاش دنیا ہمیں یہ طعنہ کبھی نہ دے کہ ہمارے بانی مولانا قاسم نانوتوی نے ختم نبوت کی وہی تفسیر کی تھی جو آج احمدی کر رہے ہیں اس الزام کو دھونے کے لئے ہم سب کاموں کے لئے تیار ہیں خواہ وہ اسلامِ اخلاق سے انحراف ہو یا ہمارے اسلاف کی تحریرات سے۔ ہم سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

باب نمبر 4

ایک گائے دو چور؟ یا برادران یوسف یا قاتلینِ حسین علیہ السلام؟

"تحذیر الناس کے دفاع کے تعاقب میں"

بریلویوں کی مشہور ویب سائٹ۔ www.Islamimehfil.com زیر عنوان "تحذیر الناس کے دفاع کا تعاقب" میں بریلوی عالم دین رانا خلیل احمد صاحب دیوبندی علماء دین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ جو دیوبندی حضرات کہتے ہیں ہم نے تحذیر الناس کی مختلف عبارات کو جوڑ کر غلط مفہوم بنالیا ہے اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ

مولانا قاسم نانوتوی نے صرف تحذیر الناس میں ہی نہیں اپنی دیگر کتب میں بھی ختم نبوت کے متعلق انہیں معنوں کو بار بار دہرایا ہے۔

چنانچہ اپنی دوسری کتاب انوار النجوم ترجمہ قاسم العلوم میں ختم نبوت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"خاتم النبیین کے معنی سطحی نظر والوں کے نزدیک تو یہی ہیں کہ زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزشتہ انبیاء کے زمانے سے آخر کا ہے اور اب کوئی نبی نہیں آئے گا مگر آپ جانتے ہیں کہ یہ ایک ایسی بات ہے جس میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہ تو تعریف ہے اور نہ ہی کوئی بڑائی۔" (انوار النجوم ترجمہ قاسم العلوم، صفحہ 78-79)

پھر دیوبندی اعتراض کہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی ختمیت زمانی کے قائل تھے اور اس کے منکر کو کافر سمجھتے تھے کے خلاف دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"نانوتوی صاحب کی عبارات میں یہاں تضاد پایا جاتا ہے کہ وہ خاتمیت زمانی مانتے بھی ہیں اور نہیں بھی مانتے۔ تحذیر الناس کے ابتداء ہی میں خاتمیت زمانی ماننے کی قباحتیں وہ

یوں بیان کرتے ہیں کہ ''اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں نہ کہیئے اور اس مقام کو مقام مدح نہ قرار دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی...... بلکہ قاسم نانوتوی تو خاتمیت زمانہ کو سرکار ﷺ کی شان کے لائق ہی نہیں سمجھتا ملاحظہ ہو تحذیر الناس، صفحہ 11 کہ ''شایان شانِ محمدی ﷺ خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی''۔

اسی طرح تحذیر الناس، صفحہ 33-34 پر خاتمیت بمعنی انصاف ذاتی بوصوف نبوت کا اپنا موقف پیش کر کے لکھتا ہے کہ

''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔''

اور پھر تحذیر الناس، صفحہ 17 پر لکھتا ہے کہ

''وصف ایمانی آپ ﷺ میں بالذات ہو اور مومنین میں بالعرض'' اگر نبی بالذات ماننے سے آپ ﷺ کو آخری نبی ماننا لازم آتا تھا تو نانوتوی پرست ان مذکورہ دو عبارتوں کو سامنے رکھ کر بتلائیں کہ کیا آپ ﷺ کو مومن بالذات ماننے سے لازم نہیں آتا کہ آپ ﷺ آخری مومن ہیں اور آپ کے بعد کوئی بھی مومن نہیں ہے۔''

''دیوبندی خیانت''

رانا خلیل احمد صاحب مزید انکشاف کرتے ہوئے اسی عنوان ''تحذیر الناس کے دفاع کے تعاقب'' میں زیر عنوان ''دیوبندی خیانت'' فرماتے ہیں:

''دیوبند ہی سے مکتبہ راشد کمپنی نے تحذیر الناس شائع کی تو عبارت یوں بدل دی کہ ''اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جائے تو بھی خاتمیت محمدی میں فرق نہ آئے گا۔'' اور یوں...... پیدا ہو...... کی جگہ...... فرض کیا جائے...... لکھ کر چھپانے کی کوشش کی۔

رانا خلیل احمد دیوبندی علماء کو آڑھے ہاتھوں لیتے ہوئے مزید فرماتے ہیں۔

''مناظرین دیوبندیت جتنی چالیں چلیں مگر قاسم نانوتوی کے پوتے قاری طیب صاحب پوری دلیری کے ساتھ اپنے دادا کی تعلیم کو واضح کیا ہے کہ ''ختم نبوت کا یہ معنی لینا کہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا یہ دنیا کو دھوکہ دینا ہے......ختم نبوت کے معنی قطع نبوت کے نہیں بلکہ کمال نبوت اور تکمیل نبوت کے ہیں'' (خطبات حکیم الاسلام، جلد 1، صفحہ 47)

نبوت بخش یا نبی تراش

قاری طیب نے مزید لکھا کہ

''حضور کی شان محض نبوت ہی نہیں بلکہ نبوت بخش بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپ کے سامنے آ گیا نبی ہو گیا۔'' آفتاب نبوت، صفحہ 19 اس پر دیوبند ہی سے عامر عثمانی کو لکھنا پڑا کہ ''حضرت مہتمم صاحب نے حضور کو نبوت بخش کہا تھا مرزا صاحب نبی تراش کہہ رہے ہیں حرفوں کا فرق ہے معنی کا نہیں۔''

(تجلی نقد و نظر، صفحہ 78)

آگے چل کر بریلوی علماء کرام متاخرین دیوبندی علماء کرام مثلاً مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ان کی کتب سے بھی ایسے ہی حوالہ جات ڈھونڈ نکالتے ہیں جو اُن کے خیال میں نہ صرف جماعت احمدیہ کے لئے احترام کے جذبات رکھتے تھے بلکہ ختم نبوت کی تفسیر میں بھی جماعت احمدیہ کے ہی شانہ بشانہ چل رہے تھے۔ چنانچہ مشہور مناظر بریلوی مولوی سید تبسم حسین شاہ بخاری کا تبصرہ پیش ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی ضمیمہ ختم نبوت

بریلوی مولوی سید تبسم حسین شاہ بخاری فرماتے ہیں۔

''اب قادیانیوں کو ایسے دلائل کہاں سے حاصل ہوتے ہیں کہ وہ مرزا غلام احمد کی نبوت......کو سچی نبوت قرار دے سکیں اور کہہ سکیں کہ نبوت کی ضرورت ہر زمانے میں رہی ہے اس لئے ہم آپ کو پھر مؤلف جامع المجد دین'' کے پاس لئے چلتے ہیں لکھتے ہیں۔

''غرض بعثت مجدد دین ختم نبوت کی کتاب کا ایسا ناگزیر ضمیمہ ہے جس کے بغیر اس کتاب کا ختم سمجھنا ہی دشوار ہے اور نہ عقیدہ ختم نبوت کی اس دشواری کو آسانی سے حل کیا جا سکتا ہے کہ جب معمولی عقائد و اعمال ہی میں اختلال نہیں بلکہ کفر و شرک تک کے دینی مفاسد ہر زمانے میں نئے نئے پیدا ہوتے رہتے ہیں تو پھر آخر نبوت کی ضرورت کیسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی۔'' (جامع المجد دین، صفحہ 119، 120 مولفہ عبدالباری)

اسی نبوت کی ضرورت کو مرزا قادیانی نے یوں بیان کیا۔ ''ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔'' (حقیقۃ النبوۃ، صفحہ 272)

تھانوی صاحب کو اگر نبوت کا ضمیمہ قرار دیا گیا ہے تو ظاہر ہے ان کی کتب کو ضمیمہ آیات قرآنی ہی کہہ سکتے ہیں۔ ختم نبوت کی کتاب کے اس ناگزیر ضمیمے یعنی مولوی اشرف علی تھانوی کے متعلق بھی اور اس کی کتب کے متعلق بھی ایک پر جوش مستانے کی یہ تحریر دل کی آنکھوں سے پڑھ کر عبرت حاصل کیجئے۔

''آج جو شخص بھی دین اسلام کے چہرے کو پورے جمال و کمال کے ساتھ بالکل صاف و بے غبار جامع و کامل صورت میں از سر نو تجدید یافتہ اور تر و تازہ دیکھنا چاہتا ہے وہ عہد حاضر کے جامع المجد دین (تھانوی صاحب) کی کتابی آیتوں کی طرف علماً و عملاً رجوع کر کے خود شاہد کر سکتا ہے۔'' (جامع المجد دین، صفحہ 75)

(سپاہ دیوبند کے لئے لمحہ فکریہ از تبسم شاہ بخاری، صفحہ 442 تا 443)

مولوی سید تبسم حسین شاہ بخاری مولوی رشید احمد گنگوہی کے حوالے سے مزید فرماتے ہیں کہ کسی نے ان سے یہ سوال کیا۔

''سوال: مرزائی کے جنازہ کی نماز جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا نبی مانتے ہیں پڑھنی چاہیئے یا نہیں۔''

جواب: ایسے مرزائی قادیانی کو اکثر علماء کافر فرماتے ہیں لہٰذا اُس کی صلوٰۃ جنازہ نہ پڑھنی

چاہیئے۔

''اب تو آنکھیں کھل گئیں کہ فتویٰ میں مرزائی قادیانی کو مطلق کافرنہیں کہا جا رہا بلکہ چند علماء ایسے بھی ہیں جو مرزائیوں کو کافرنہیں کہتے۔''

(سیاہ دیوبند کے لئے لمحہ فکریہ، صفحہ 474، از تبسم شاہ بخاری)

برقع پوش کتابیں اور دیوبندی خیانت

انٹرنیٹ پر بریلوی عالم دین ابوالنعمان رضا صاحب کی طرف سے ''اشرف علی تھانوی اور قادیانی بھائی بھائی'' کے زیرعنوان برقع پوش کتابیں کے نام سے مضمون موجود ہے۔ یہ 29 صفحات کا مضمون ایک عجیب حیرت کدہ ہے۔ مضمون نگار ابتداء یوں کرتا ہے

''آپ کے ذہن میں یہ سوال ضرور اُٹھ رہا کہ بھائی یہ برقعہ پوش خواتین اور برقعہ پوش مولوی تو دیکھے اور سنے ہیں لیکن یہ برقعہ پوش کتابیں؟؟ کیا آج کل کتابوں نے بھی برقعہ پہننا شروع کر دیا ہے؟؟ ان کا برقعہ کیسا ہوتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ سوال آپ کے ذہن میں پیدا ہو رہے ہونگے۔ جی ہاں۔۔۔۔۔ایک کتاب ہماری نظر میں جس نے کئی سالوں سے برقعہ پہن کر ایک مولوی کو معزز و مجدد و حکیم الامت بنایا ہوا ہے۔۔۔جی جناب اشرف علی تھانوی کی ہی بات کر رہے ہیں اور ان کی وہ کتاب جو کئی سالوں سے برقع پہنے اب بھی دیوبندی مکاتب سے پبلش ہو رہی ہے اس کا اصل نام ہے **المصالح العقلیه للاحکام النقلیه** کراچی کے دیوبندی مکتبہ دارلاشاعت سے ''احکام اسلام عقل کی نظر میں'' میں اب بھی چھپ رہی ہے۔

اگر آپ کو سمجھ نہیں آئی تو سن لیجئے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کو حکیم الدیوبند نے اپنے نام کا برقعہ پہنا کر اضافہ کے ساتھ پبلش کر دی''

آگے انہوں نے صفحوں کے صفحے آمنے سامنے درج کر کے دکھایا ہے کہ کس طرح مولوی اشرف علی نے لفظاً لفظاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں سے چوری کر کے اپنے نام سے شائع کر دیا اور

ابھی تک شائع کر رہے ہیں۔مثلاً

۞ خنزیر کی حرمت کا فلسفہ ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' ص 24 کو المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ کے ص 279 پر دیکھ سکتے ہیں۔

۞ ''عفت اور اسلامی پردہ'' کا فلسفہ ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' ص 45 تا 49 یعنی 5 صفحوں کے مضمون کو المصالح کے ص 166 تا 169 حرف بحرف دیکھ سکتے ہیں

۞ پنج وقتہ نمازوں کے اوقات کی تعین کی وجہ ''کشتی نوح'' ص 63 تا 65 یعنی 3 صفحوں کے مضمون کو المصالح کے ص 73 تا 75 پر حرف بحرف دیکھ سکتے ہیں۔

اسلامی نکاح کا فلسفہ ''آریہ دھرم'' ص 32 تا 33 کو المصالح کے ص 218 تا 219 پر حرف بحرف دیکھ سکتے ہیں

۞ ''اسلام کا فلسفہ اخلاق'' کتاب ''نسیم دعوت'' ص 71 تا 72 کو المصالح کے 303 تا 305 پر حرف بحرف دیکھ سکتے ہیں

۞ ''حقیقت دعا وقضا'' کتاب ''برکات الدعا'' ص 7 تا 8 اور ص 11 تا 12 کو المصالح کے ص 83، 84، 85 پر حرف بحرف دیکھ سکتے ہیں۔

۞ ''قبور سے تعلق ارواح'' الحکم جلد 3 ص 302 پرچہ 23 جنوری 1899 وملفوظات جلد اول ص 189 تا 191 کو المصالح کے ص 262 تا 265 پر دیکھ سکتے ہیں۔

۞ ص 27 پر ابوالنعمان صاحب زیر عنوان ''فیصلہ آپ کریں'' فرماتے ہیں

''یہ کوئی الزام نہیں ہر شخص چشم عبرت سے ان حوالہ جات کو ملاحظہ کر سکتا ہے۔مرزا قادیانی کی کتاب برکات الدعا 1892 میں آریہ دھرم 1895 میں اسلامی اصول کی فلاسفی 1896 میں الحکم 1899 میں کشتی نوح 1902 میں نسیم دعوت 1905 میں شائع ہو چکیں تھیں۔اس کے برعکس مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب المصالح ان کی اپنی تحریر

کے مطابق یکم رجب بروز جمعرات 1344ھ کو ختم ہوئی جو 1916 بنتا ہے۔

❁ آگے ص 28 پر زیر عنوان ''اصحاب مکاشفہ'' میں فرماتے ہیں

''مرزا قادیانی نے اپنا ذاتی تجربہ لکھ کر اپنے آپ کو اہل کشف ثابت کیا تو دوسری طرف مولوی اشرف علی تھانوی نے مرزا کو ''اصحاب مکاشفہ'' میں شامل کر کے ان تمام دعووں کے سچ ہونے کا اعلان کر دیا۔ دیوبندیوں کے (۔۔۔نامناسب الفاظ۔۔) مولوی قاسم نانوتوی نے ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالتے ہوئے تحذیر الناس لکھ ماری جس کا فائدہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اٹھایا تو مربی دیوبند مولوی رشید گنگوہی نے مرزا غلام احمد کو مرد صالح ہونے کا فتویٰ دیا۔ اور لدھیانہ کے بازاروں میں اس کا اعلان مولوی شاہ دین اور مولوی عبدالقادر نے روبرو مریدان منشی احمد جان ومتبعان قادیانی کے کیا۔ تو دوسری طرف (۔۔۔نامناسب الفاظ۔۔) اشرف علی تھانوی نے مرزا غلام احمد قادیانی کو اصحاب مکاشفہ میں شمار کر کے رہی سہی کسر پوری کر دی۔ ان ہی القابات کی بناء پر دیوبندی مکتبہ فکر ختم نبوت کے سلسلہ میں مشکوک تھا اور یہ راز داریاں اس کی بین ثبوت ہیں'' (یہ مضمون مشہور ویب سائٹ scribd) پر بھی موجود ہے

جاہلوں کی نشانی

ہندوستان ملک پور ہاٹ متصل دلکولہ بلرام پور کٹیہار بہار میں دیوبندیوں اور بریلوی حضرات کے درمیان ایک مشہور مناظرہ ہوا جس میں دیوبندیوں کی طرف سے مولوی طاہر گیاوی اور بریلویوں کی طرف سے مفتی محمد مطیع الرحمٰن رضوی پیش ہوئے۔ بریلوی مولوی صاحب نے مولانا قاسم نانوتوی کے عقیدہ ختم نبوت پر اعتراض کرتے ہوئے یہ بیان دیا

''ختم نبوت سے متعلق قرآن وحدیث میں واضح اعلان کے بعد بھی نبی کی آمد کو فرض کرنا کہاں کی دانشمندی ہے؟ مزید برآں یہ کہ ''خاتمیت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کچھ فرق نہ آئے گا'' یہی تو جاہلوں کی نشانی ہے دنیا کا قاعدہ ہے کہ اگر ایک قطار میں دس افراد کھڑے ہوں تو

ان میں سے دسواں شخص آخری شخص کہلائے گا اوراب اس قطار میں اگر گیارھواں شخص کھڑا ہوگیا تو اب دسواں شخص آخری کہلانے کا حقدار نہیں ہوگا بلکہ گیارھویں شخص کو آخری کہا جائے گا اور یہی بات علمائے دیوبند کے حلق سے نیچے نہیں اترتی۔ ریاضی کا یہ قاعدہ دنیا کے کسی کونے میں صحیح ہوتو ہو لیکن علمائے دیوبند کے نزدیک شائد یہ قاعدہ غلط ہے اسی لئے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی کے پیدا ہوجانے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی آخری نبی کہنے پر مصر ہیں''

(مناظرہ رودادِ کٹیہار مرتبہ شکیل احمد سبحانی ص15 ناشر رضا اکیڈمی ممبئی 3)

''ایک گائے کے دو چور''

بریلویوں کے ساتھ ساتھ اہل حدیث یعنی غیر مقلدین بھی میدان میں آگئے اور انہوں نے بھی اعلان کرنا شروع کردیا کہ جماعت احمدیہ اور بانی دیوبند ختم نبوت کی تفسیر وتشریح میں ہم مسلک وہم مشرب ہیں۔

اہلحدیث غیر مقلد حضرات کے مزعومہ شیخ العرب والعجم مولوی سید بدیع الدین شاہ راشدی صاحب تحذیر الناس ص ۱۲ کی تشریح درج کرکے لکھتے ہیں''

''نبوت کی جگہ کو تم نے خود توڑا ہے اس میں تم نے خود رخنہ اندازی کی ہے۔ مرزائی بھی تو ایک امتی ہی کو آگے کرتے ہیں آپ نے بھی امتی کو آگے کیا ہے۔ نبی کے پیچھے نہ آپ ہیں نہ وہ ہیں۔ بات ایک ہی ہے تم ایک ہی گائے کے دو چور ہو''

(براۃ اہل حدیث ص ۵۰، ۵۱ مطبوعہ الدار الراشدیہ نزد جامع مسجد اہل حدیث راشدی گلی نمبر ۱ موسیٰ لین کراچی بحوالہ اہل سنت کی حقانیت کا ثبوت غیر مقلدین کے قلم سے مولفہ میثم عباس قادری رضوی ص ۸)

غیر مقلد مولوی ڈاکٹر طالب الرحمٰن صاحب کا فتویٰ

ڈاکٹر صاحب اپنی مشہور کتاب ''دیوبندیت تاریخ وعقائد'' میں تحذیر الناس پر تفصیلی بحث کے بعد آخری لائن کے طور پر خلاصۃً لکھتے ہیں کہ

''جماعت احمدیہ خاتم النبیین کے معنوں کی تشریح میں اسی مسلک پر قائم ہے جو ہم نے سطورِ بالا میں جناب قاسم نانوتوی کے حوالہ جات سے ذکر کیا''

(دیوبندیت تاریخ وعقائد ص 175 مطبوعہ مکتبہ بیت الاسلام الریاض 4460149 بحوالہ اہل سنت کی حقانیت کا ثبوت غیر مقلدین کے قلم سے مولفہ میثم عباس قادری رضوی ص 14)

''دیوبندی اجرائے نبوت میں مرزا صاحب کے ہم نوا ہیں''

غیر مقلد مولوی محمود سلفی ابن مولوی اسماعیل کانگریسی نے تو ایک قدم مزید آگے بڑھاتے ہوئے دیوبندیوں کو ہٹ دھرم قرار دے دیا آپ لکھتے ہیں

''اگر دیوبندی اپنی انا کا مسئلہ نہ بناتے اور اپنے علمی گھمنڈ کی وجہ سے تکبر نہ کرتے اور اپنے غلط موقف سے رجوع کر لیتے تو حنفی علماء دو فرقوں میں تقسیم نہ ہوتے۔ دیوبندیوں نے اجرائے نبوت میں مرزا صاحب کی ہم نوائی کر کے تاریخ میں اپنا نام مستقل طور پر ہٹ دھرموں میں لکھوالیا (علمائے دیوبند کا ماضی ص 10 مطبوعہ ادارہ نشر التوحید والسنۃ لاہور)

اور ص 55 پر لکھا کہ مسئلہ نبوت مرزا صاحب نے مولانا قاسم نانوتوی صاحب ہی سے سیکھا ہے

(علمائے دیوبند کا ماضی ص 55 مطبوعہ ادارہ نشر التوحید والسنۃ لاہور)

(بحوالہ اہل سنت کی حقانیت کا ثبوت غیر مقلدین کے قلم سے مولفہ میثم عباس قادری رضوی ص 14)

''چور کی داڑھی میں تنکا یا کچھ اور معاملہ''

اسلام کا مقدس مذہب مکۃ المکرمہ سے شروع ہوا۔ مدینۃ المنورہ میں آیا اور پھر بغداد ایران، فارس، مصر، شام سے ہوتا ہوا یورپ اور چین اور دنیا کے ہر کونے تک پھیل گیا۔ 15 صدیوں سے دنیا کی تاریکیوں کو روشن کرنیوالا دین مصطفیٰ آج دنیا کے ہر چھوٹے بڑے شہر میں بقعہِ نور ہے مگر اس

تمام عرصے میں اوران تمام ملکوں میں، اوراس تمام مسافت میں کہیں بھی ختم نبوت کواتنا خطرہ پیش نہیں آیا جتنا دیوبندیوں کے دیس میں اچانک پیش آ گیا۔ چنانچہ جتنی انجمن تحفظ ختم نبوت، جتنی کانفرنسز تحفظ ختم نبوت، جتنی تحاریک تحفظ ختم نبوت دیوبندیوں نے برصغیر میں اٹھائیں اور وہ بھی 1905ء یعنی حسام الحرمین کی اشاعت کے بعد نہ تو وہ بانی دیوبند کے زمانہ میں اٹھیں اور نہ ہی 15 سوسالہ پوری دنیا میں۔حتیٰ کہ آج کے سعودی عرب میں بھی یہ نادرالوقوع کارنامہ سرانجام نہیں پایا۔

واقف کاران حال میں سے کوئی اسے مولوی احمد رضا خان کے طعنوں کی خفت مٹانے کا حربہ کہتا ہے تو کوئی دھن دولت سمیٹنے اور سستی شہرت حاصل کرنے کا ہتھیار۔کوئی اسے تحریک پاکستان اور تحریک آزادی میں کانگریس اور ہندوؤں کی گود میں بیٹھنے کے شرمناک فعل کو چھپانے اور کوئی اسے سانحہ مسجد شہید گنج میں شرمناک کردارادا کرنے کو بھلوانے کا ہتھکنڈہ قرار دیتا ہے۔جو بھی ہو سب کچھ ہے مگر محبت رسول ﷺ بالکل نہیں ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں اہل حدیث علماء اس دوغلی کہانی کو کس نام سے سرفراز کرتے ہیں

دیوبندی مجلس تحفظ ختم نبوت کیوں بنا کر بیٹھے ہیں؟؟؟ مولانا ڈیروی

معروف غیر مقلد اہل حدیث مولوی عطاء اللہ ڈیروی صاحب اپنی کتاب ''تبلیغی جماعت عقائدوافکارنظریات اور مقاصد کے آئینہ میں'' تحذیر الناس اوراس میں درج مندرجات پر تفصیلی تبصرہ کرنے کے بعدان الفاظ میں بحث کو سمیٹتے ہیں

> '' قابل غور مقام ہے کہ بانی مدرسہ دیوبند مولانا قاسم صاحب نانوتوی کے بیان کے مطابق اگر آپ کے بعد بھی نبی آجائے تب بھی آپ خاتم الانبیاء ہوں گے۔تو ایسی صورت میں مرزا غلام احمد قادیانی ودیگر جھوٹے نبیوں کے دعوائے نبوت کے خلاف سمجھنے میں آخر کیا جواز رہ جاتا ہے اور جماعت دیوبندیہ جب آپ ﷺ کے بعد ہر قسم کے نبی کے آنے کو ختم نبوت کے خلاف نہیں سمجھتی تو وہ مجلس تحفظِ ختم نبوت کیوں بنا کر بیٹھی ہے۔۔۔اور کسی مدعی نبوت کیخلاف شور کس لئے مچاتی ہے؟ (تبلیغی جماعت عقائدوافکارنظریات اور مقاصد کے آئینہ میں ص 115 افکار مولوی عطاء اللہ ڈیروی صاحب ازقلم ابوالوفا محمد طارق خان

مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

تحفظ ختم نبوت والے برادران یوسف بلکہ قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کی طرح ہیں۔۔۔۔مولانا عطاء اللہ ڈیروی

مولوی عطاء اللہ ڈیروی صاحب مجلس تحفظ ختم نبوت والوں کی منافقت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

''کیا اس جماعت کی مثال یوسف علیہ السلام کے بھائیوں سے دینا غلط ہوگا جو عمداً یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈال کر شام کے وقت باپ کے پاس روتے ہوئے آئے کہ یوسف کو بھیڑیئے نے کھالیا ہے۔اس جماعت کی مثال اس قوم کی ہے جس نے حسین بن علی رضی اللہ کو شہید کیا اور اپنے اس جرم کو چھپانے کے لئے آج تک ماتم برپا کئے ہوئے ہیں''

(تبلیغی جماعت عقائد وافکار نظریات اور مقاصد کے آئینہ میں ص 116 افکار مولوی عطاء اللہ ڈیروی صاحب از قلم ابوالوفا محمد طارق خان مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

مجلس تحفظ ختم نبوت دراصل اپنے سیاہ ماضی اور کفر کو چھپانے کا حفظ ماتقدم ہے۔۔۔۔۔مولانا عطاء اللہ ڈیروی

مولوی عطاء اللہ ڈیروی صاحب مجلس تحفظ ختم نبوت کے قیام کی ضرورت پر تبصرہ کرتے ہوئے انکشاف کرتے ہیں کہ

''اس تمام قصہ کو معلوم کر لینے کے بعد اب دیوبندی علماء کی جانب سے مجلس تحفظ ختم نبوت کے قیام کا سبب کھل کر ہمارے سامنے آجاتا ہے اور وہ سبب ہے خوف ! یعنی قادیانیوں کو کافر قرار دیئے جانے کے بعد ختم نبوت کے مسئلہ میں اپنے سیاہ ماضی کو دیکھتے ہوئے دیوبند کے علماء کو یہ خوف لاحق ہوا کہ بریلوی حضرات ان کے خلاف بھی کہیں کافر قرار دیئے جانے کی مہم نہ شروع کر دیں۔۔۔چنانچہ حفظ ماتقدم کے طور پر دیوبندیہ نے مجلسِ تحفظ ختم نبوت

قائم کی ۔۔۔مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے دعویٰ کے اصل ذمہ دار یہ دیوبندی علماء ہی ہیں کیونکہ قادیانی مذہبی اعتبار سے حنفی دیوبندی ہیں اور ختمِ نبوت کے ضمن میں ان کی اس لغزش کا سبب دیوبندی علماء کی کتابیں ہیں''

(تبلیغی جماعت عقائد وافکار نظریات اور مقاصد کے آئینہ میں ص 142,143 مطبوعہ دارلکتب العلمیہ)

''ختم نبوت کی تفسیر میں دیوبند اور قادیان کا مؤقف یکساں ہے''

بریلوی دنیا کے شیخ القرآن مولوی غلام علی قادری اشرفی اوکاڑوی صاحب کا ایک مقالہ بعنوان '' التنویر لدفع ظلام التحذیر یعنی مسئلہ تکفیر'' اشرف الرسائل میں 1996 میں شائع ہو جسے بعد میں جمیعت اشاعت اھل سنت پاکستان نے ایک الگ سے کتابی شکل میں شائع کر دیا۔ زیر نظر کتابچہ جو کہ 64 صفحات پر مشتمل ہے مولانا نے ثابت کرنے کے کوشش کی ہے کہ اکابرین دیوبند اور جماعت احمدیہ کا ختم نبوت کی تفسیر کے بارے میں سو فیصد یکساں مؤقف ہے۔

چنانچہ اوکاڑوی صاحب نے کتاب کے شروع کے 18 صفحات پر اصاغرین دیوبند کی تفاسیر اور بیانات کو درج کرنے بعد اس موضوع کو اٹھایا ہے کہ دیوبندیوں کا موجودہ مؤقف وہ نہیں ہے جو ان کے اکابرین کا تھا۔اس لئے ان کے لئے ضروری ہے کہ یا تو اپنے اکابرین کے مؤقف کو غلط مان کر اس سے برأت کا اظہار کریں یا اپنے موجودہ مؤقف سے انکار کریں اور احمدیوں کے ساتھ کھڑے ہوں اور اُن کو گالی دینا چھوڑ دیں۔ چنانچہ خاکسار ان کا ایک طویل اقتباس جو تقریباً 10 صفحات کا ہے پورا درج کرتا ہے

مولوی غلام علی صاحب نے تحذیر الناس ص ۳ کا مکمل حوالہ درج کر کے اپنے الفاظ میں درج ذیل نتیجہ نکالتے ہیں

''اس عبارت مذکورہ کو بغور پڑھیئے اور دیکھئے کہ اس میں کتنے کفریات ہیں

☆ ا۔خاتم النبیین کے معنی سب سے آخری نبی کو عوام اور جاہلوں کا خیال بتانا

☆ ۲۔۔تمام امت کوعوام اور نافہم ٹھہرانا۔

☆ ۳۔۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معاذ اللہ عوام نافہم کہنا کیونکہ خاتم النبین کا معنی لا نبی بعدی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بیان فرمایا ہے۔

☆ ۴۔۔معنی تفسیر وحدیث اوراجماع کے مخالفین کو اہلِ فہم بتانا۔

☆ ۵۔۔معنی متواترہ وقطعی میں کچھ فضیلت نہ ماننا۔

☆ ۶۔۔اس معنی متواترہ ومقام مدح میں ذکر کرنے کے قابل نہ جاننا۔

☆ ۷۔۔یہ کہنا کہ اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے۔

☆ ۸۔۔اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی مانا جائے اور اس وصف کو مقام مدح قرار دیا جائے تو معاذ اللہ خدا کی طرف زیادہ گوئی کا وہم ہونا (زیادہ گوئی بے ہودہ بکواس کو کہتے ہیں)

☆ ۹۔۔اور حضور کی جانب نقصان قدر اور کم رتبہ ہونے کا احتمال پیدا کرنا ہے۔

☆ ۱۰۔۔یہ کہنا کہ تآخر زمانی قدو قامت وشکل ورنگ وغیرہ ان اوصاف سے ہے جن کو نبوت اور فضائل میں دخل نہیں

☆ ۱۱۔۔ختم زمانی کو کمالات سے شمار نہ کرنا اور یہ کہنا کہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کے اس (آخری نبی ہونا) کے احوال بیان کیا کرتے ہیں

☆ ۱۲۔۔یہ کہنا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین بمعنی آخری نبی مانا جائے تو کلام اللہ میں بے ربطی اور بے ارتباطی لازم آتی ہے۔اور جملہ {ما کان محمد ابا احدٍ من رجالکم} اور جملہ {ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین} میں کوئی تناسب نہیں رہتا

☆ ۱۳۔۔یہ کہنا کہ خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت کی بناء نہیں ہے بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے۔۔۔۔۔

☆۱۵۔۔حضور علیہ السلام کے سوا تمام انبیاء کی نبوت کو عرضی کہنا چنانچہ موصوف بالذات اور موصوف بالعرض کا مفہوم بیان کرتے ہوئے نانوتوی صاحب ص ۴ پر لکھا ہے کہ

الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی بمعنی بالعرض ہیں۔ انتہیٰ بلفظہ اور عرضی کا معنیٰ خود یہ بیان کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ کبھی موجود کبھی معدوم۔کبھی صاحب کمال اور کبھی بے کمال رہتے ہیں۔سو اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمایئے یعنی آپ موصوفی بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض۔اوروں کی نبوت آپ کا فیض۔ پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔آپ پر سلسلہ نبوت (بایں معنی) مختتم ہو جاتا ہے۔ وصف کا معنی صفت، نبوت کا پیغمبری، خاتمیت کا خاتم ہونا، موصوف بالذات وہ ہستی ہے جس کو کوئی صفت اپنی ذات سے بغیر کسی واسطے کے حاصل ہوئی ہو اور موصوف بالعرض وہ ہستی ہے جس کو کوئی صفت اپنی ذات سے نہیں بلکہ کسی دوسرے کے واسطے سے حاصل ہوئی ہو مختتم ہو جاتا ہے۔''

('التنویر لدفع ظلام التحذیر یعنی مسئلہ تکفیر ص18 تا21)

مولوی حسین احمد ٹانڈوی اور ختم نبوت

مولوی غلام علی صاحب اوکاڑوی نے آگے چل کر ایک اور دیوبندی مولوی حسین احمد ٹانڈوی کو درج کرتے ہیں ثابت کرتے ہیں کہ ان کی تفسیر ختم نبوت بھی آج کے دیوبندیوں سے مختلف اور تحذیر الناس کی ترجمان تھی

''حسین احمد ٹانڈوی نے بھی نانوتوی کی اس تحقیق جدید سے مستفید ہو کر یہی کچھ لکھا ہے کہ مثلاً ختم نبوت کے دو معنی ہیں اول ختم زمانی کہ جس کا مطلب ہے کہ خاتم کا زمانہ سب نبیوں کے آخیر میں ہو۔۔۔۔۔۔وہ اپنے پہلے والوں سے افضل ہو یا سب سے کم

درجہ کا ہو یا بعض سے اعلیٰ اور بعض سے اسفل ہو۔

دوم۔۔۔ختم رتبی اور ذاتی اس سے عبارت ہے کہ مراتبِ نبوت کا اس پر خاتمہ ہوتا ہو۔ اس سلسلہ میں کوئی اس سے بڑھ کر نہ ہو۔ جتنے مرتبے اس سلسلے کے ہوں سب اس کے نیچے اور محکوم ہوں'' (الشہاب الثاقب ص 83)

خاتم مرتبی کی وجہ سے ہر زمانے کا ہر مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطیع ہوگا۔۔۔۔۔بانی دیوبند

بریلوی مولوی غلام علی اوکاڑوی صاحب مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کے اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

'' ٹانڈوی کی اس ترجمانی کا خلاصہ یہ ہوا کہ اگر خاتم النبیین سے ختم زمانی مراد لی جائے تو اس سے حضور علیہ السلام کا سب نبیوں سے افضل ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ آخر الزماں چاہے پہلے والوں سے افضل ہو یا سب سے کم درجہ کا یا بعض سے اعلیٰ اور بعض سے اسفل ہو۔

اور خاتم ذاتی کا معنی چونکہ سب کا سردار اور رئیس اعظم ہے۔ اگلے پچھلے اور اس کے زمانے والے سب اس کے خوشہ چین ہوں گے وہ ان میں سے کسی کا محتاج نہیں ہوگا۔ لہذا بنظر اس کے علوم مرتبہ اور اس کی ذات والا صفات کے نہ زمانہ اول ضروری ہے نہ اوسط نہ آخر ۔ بالفرض اس کے زمانے میں کوئی نبی پیدا ہوجائے یا اس کے بعد۔ اس زمین یا کسی اور زمین میں تجویز کرلیا جائے تو اس کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ کیونکہ اس کے زمانہ میں یا اس کے بعد جو نبی پیدا ہوگا وہ اس خاتم ذاتی کا ظل ہوگا۔ عکس ہوگا۔ اس کی نبوت بالعرض ہوگی۔ اس نے نبوت کا استفادہ اس خاتم ذاتی سے کیا ہوگا''

('التنویر لدفع ظلام التحذیر یعنی مسئلہ تکفیر ص 21,22)

خاتم کا مضاف الیہ وصفِ نبوت ہے نہ کہ زمانہ نبوت۔ بانی دیوبند

بریلوی مولوی غلام علی اوکاڑوی صاحب مولانا قاسم نانوتوی کو مزید حوالۃً پیش کرتے ہوئے

دیوبندی موجودہ روشِ تفسیر کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے لکھتے ہیں

''اسی بناء پر نانوتوی صاحب نے ص ۸ پر لکھا ہے چنانچہ اضافت الی النبیین بایں اعتبار کہ نبوت منجملہ اقسام مراتب ہے۔ یہی ہے کہ اس مفہوم کا مضاف الیہ وصفِ نبوت ہے زمانہ نبوت نہیں ۔۔۔۔ پھر اسی کو ص ۸ پر یوں بیان کرتے ہیں'' شایان شان محمدی خاتمیت مرتبی ہے نہ کہ زمانی۔''اسی مضمون کو آگے یوں صراحتاً بیان کیا ہے

میری تفسیر کی رو سے آپ ﷺ کے زمانے میں بھی کوئی نبی ہو تو بھی ختم نبوت میں کوئی حرج نہیں ۔۔ بانی دیوبند

''غرض اختتام بایں معنیٰ تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔'' (تحذیر الناس ص ۱۴)

اس عبارت کا صریح مطلب یہ ہوا کہ ۔۔(خاتم زمانی) ۔۔ بقول نانوتوی صاحب اس میں یہ خرابی ہے کہ حضور اس صورت میں صرف انہیں انبیاء علیہم السلام کے خاتم ہونگے جو حضور سے پہلے تشریف لا چکے ہیں لیکن اگر خاتم کا وہ معنی تجویز کیا جائے جو نانوتوی صاحب نے بیان کئے ہیں ۔۔۔ تو اس میں یہ خوبی اور کمال ہے کہ اگر حضور کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو تو پھر بھی حضور ﷺ ویسے ہی خاتم النبیین رہیں گے کیونکہ حضور کے زمانے میں جو اور نبی ہوں گے وہ بالذات نہیں بالعرض نبی ہو گے۔ یعنی اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور سے ہی فیض حاصل کر کے نبی بنیں گے اس طرح خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔''

(التنویر لدفع ظلام التحذیر یعنی مسئلہ تکفیر ص 23)

میری تفسیر کی رو سے آپ ﷺ کے بعد میں بھی کوئی نبی ہو تو بھی ختم نبوت میں کوئی حرج نہیں ۔۔ بانی دیوبند

آگے چل کر بریلوی مولوی غلام علی اوکاڑوی صاحب مولانا قاسم نانوتوی صاحب کے حوالے سے ختم نبوت پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں

''پھر یہی نانوتوی صاحب تحذیر الناس میں لکھتے ہیں ''ہاں اگر خاتمیت بمعنیٰ اتصاف ذاتی بوصفِ نبوت لیجئے جیسا اس ہیچ مدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کسی کو افرادِ مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی (جو انبیاء دنیا میں تشریف لا چکے ہیں ناقل)ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افرادِ مقدرہ (وہ نبی جو ابھی دنیا میں پیدا تو نہیں ہوئے لیکن ان کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیدا ہونا مقدر ہے حاشیہ) پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین کوئی اور نبی تجویز کیا جائے''

(تحذیر الناس طبع اول ص ۲۸ طبع ثانی ص ۲۵)

اب اس عبارت ۔۔۔کا صاف صریح مطلب یہی ہوا کہ۔۔۔جو نبی پیدا نہیں ہوئے اور حضور کے بعد ان کا پیدا ہونا مقدر ہے ان سے حضور کا افضل ہونا ثابت ہو جائے گا اور خاتمیت محمدی میں بھی کوئی فرق نہیں آئے گا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کے بعد جو نبی پیدا ہونگے وہ سب کے سب اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور کے واسطے اور حضور ہی کے فیض سے نبی ہونگے''

('التنویر لدفع ظلام التحذیر یعنی مسئلہ تکفیر ص 23,24)

میری تفسیر کی رو سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد میں آنے والے نہ صرف انبیاء بلکہ خاتم النبیین بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی ظل ہونگے--------بانی دیوبند

''پھر اسی مفہوم کو تحذیر الناس میں آگے یوں بیان کیا ہے ''اور انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل محمدی اور عکس محمدی ہے کوئی کمالِ ذاتی نہیں '' (ص ۲۹)

آگے لکھا ہے '' اس صورت میں اگر اصل وظل میں تساوی بھی ہو تو بھی کچھ حرج نہیں کیونکہ افضلیت بوجہ اصلیت بھی ادھر رہے گی'' (تحذیر الناس ص ۳۰)

ان دونوں عبارتوں کا صریح مطلب بھی یہی ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یا حضور کے بعد نبی پیدا ہوں تو حضور کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا کیونکہ وہ نبی حضور ہی کا ظل اور عکس ہوں گے۔ بلکہ اگر اصل اور ظل میں تساوی بھی ہو یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خاتم النبیین اور وہ بھی خاتم النبیین ہوں تو بھی کچھ حرج نہیں کیونکہ بوجہ اصلی اور ذاتی نبی ہونے کے افضلیت پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہی ہوگی'' ('التنویر لدفع ظلام التحذیر یعنی مسئلہ تکفیر ص 24,25)

میری تفسیر کی رو سے کسی اور دنیا میں خاتم النبیین بھی ہوں تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت میں کوئی حرج نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ بانی دیوبند

بریلوی مولوی غلام علی اوکاڑوی صاحب مولانا قاسم نانوتوی صاحب کے حوالے سے مزید انکشاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں

''آگے اور صاف لکھ دیا ''اب خلاصہ دلائل بھی سنیئے کہ دربارہ وصف نبوت فقط اس زمین کے انبیاء علیہم السلام ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح مستفید و مستفیض نہیں جیسے آفتاب سے قمر وکواکب بلکہ اور زمینوں کے خاتم النبیین بھی آپ سے اسی طرح مستفید و مستفیض ہیں یعنی ساتوں زمینوں میں سات خاتم النبیین ہیں مگر چونکہ باقی زمینوں کے خاتم ہمارے حضور علیہ السلام سے ہی فیض حاصل کرتے ہیں جیسے چاند اور ستارے سورج سے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت میں کچھ فرق نہ آئے گا۔'' (تحذیر الناس ص ۳۲)

(التنویر لدفع ظلام التحذیر یعنی مسئلہ تکفیر ص 25)

میری تفسیر کی رو سے آپ ﷺ کے ماتحت انبیاء آپ کا ظل ہونگے جس سے ختم نبوت میں کوئی حرج نہیں ۔۔۔ بانی دیوبند

مزید لکھا ہے کہ

''جیسے نورِ قمر نورِ آفتاب سے مستفید ہے ایسے ہی بعد لحاظ مضامین مسطورہ فرق مراتب انبیاء کو دیکھ کر یہ سمجھیں کہ کمالات انبیاء سابق اور انبیاءِ ماتحت کمالاتِ محمدی سے مستفاد ہیں'' (تحذیر الناس ص 35)

ناظرین کرام! ذرا اس پر غور فرمایئے کہ انبیاء سابق تو وہ ہوئے جو حضور سے پہلے گزر چکے یہ انبیاءِ ماتحت کون سے ہوئے ؟؟ وہی جن کا آنا حضور علیہ السلام کے زمانے میں اور حضور کے بعد پیدا ہونا جائز مانا ہوا ہے۔''

(التنویر لدفع ظلام التحذیر یعنی مسئلہ تکفیر ص 25)

ختم نبوت پر صرف احمدیوں کا قصور کیا ہے ؟؟؟ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مولوی عبد الحکیم اختر

مولوی غلام علی اوکاڑوی صاحب نے دیوبندی سرخیل مولانا قاسم نانوتوی پر طنز کیا کہ ''انہوں نے ختم نبوت کے ایسے معنی گھڑے ہیں جن سے قیامت تک ہزاروں لاکھوں جدید نبیوں کے لئے بروزی، عرضی، ظلی، عکسی کی آڑ میں نبوت کا دروازہ کھول دیا'' ('التنویر لدفع ظلام التحذیر یعنی مسئلہ تکفیر ص 26) اس پر ایک اور بریلوی عالم دین جناب مولوی عبد الحکیم اختر شاہجہاں پوری صاحب نے درج ذیل حاشیہ چڑھا دیا

''نتیجۃً مندرجہ ذیل نکات مرزا صاحب کی شکل میں ظاہر ہوئے جو بالترتیب درج کئے جاتے ہیں

☆ ...... نانوتوی صاحب نے انبیاء کے افراد مقدرہ بتائے تو مرزا صاحب نے انبیاء کے افراد مقدرہ میں سے خود کو گنوا دیا۔

☆......نانوتوی صاحب نے دیگر انبیاء کی نبوت کو بالعرض کہا تو مرزائے قادیان بھی اپنی نبوت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیض، خود کو حضور کا ظلی اور بروزی نبوت کا حامل لکھتا رہا۔

☆......نانوتوی صاحب نے خاتمیت زمانی کو غیر اہل فہم کا خیال ٹھہرایا تو مرزا صاحب نے تصدیق کردی

☆......نانوتوی صاحب نے لکھا کہ خاتمیت زمانی کو کمالات نبوت میں کوئی دخل نہیں تو مرزاجی نے تصدیق کردی۔

☆......نانوتوی صاحب نے کہا کہ زیرِ بحث آیت خاتم النبیین میں جدید مدعیانِ نبوت کے سدباب کا کوئی موقع ومحل نہیں تو مرزاجی نے پھڑک کر کہا چشم ماروشن دل ما شاد۔

☆......نانوتوی صاحب نے خدااور رسول کی بتائی خاتمیت زمانی کو ٹھکرا کر خاتمیت مرتبی تراشی تو مرزاصاحب نے اسے بسر وچشم کہہ کر قبول کیا۔

☆......نانوتوی صاحب نے جس طرح مصرعہ کہا کہ حضور کے بعد ہزاروں نبی آسکتے ہیں تو مرزاصاحب نے پیوند لگادیا کہ میں بھی ان ہزاروں میں سے ایک ہوں۔

☆......نانوتوی صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد انبیاء کا آنا تجویز کیا تو مرزاجی نے ان کی تجویز کو عملی جامہ پہنادیا۔

☆......نانوتوی صاحب لکھا کہ حضور کے زمانہ میں کوئی نبی ہو یا بالفرض بعد زمانہ نبوی تجویز کیا جائے تو اس سے خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔مرزاصاحب پکارے کہ بعد زمانہ نبوی اور نبی آنے سے خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا تو لیجئے ہم خود ہی آگئے۔

☆......نانوتوی صاحب نے کہا کہ خاتمیت کا مطلب سمجھنے میں بڑوں سے غلطی ہو گئی اس لئے خاتمیت زمانی کی رٹ لگاتے رہے دراصل انہوں نے بے التفاتی برتی اصل مفہوم تک ان کا ذہن نہیں پہنچ سکا اور میرے جیسے کودک نادان نے غور وفکر کرکے اصل مفہوم بتایا اور ٹھکانے کی بات کہی ہے تو مرزاصاحب خوشی سے اچھل کر

بولے آپ کا فرمان ہمارا دین ہو گیا''

(التنویر لدفع ظلام التحذیر یعنی مسئلہ تکفیر ص 26,27)

''مرزا صاحب بھی نانوتوی کی طرح فنافی الرسول کو ظلی نبی مانتے ہیں''

مولوی غلام علی اوکاڑوی صاحب دیوبندی سرخیل مولانا قاسم نانوتوی پر مزید طنز کرتے ہوئے بانی جماعت احمدیہ اور بانی دیوبند کی تفسیر ختم نبوت کا موازنہ ص 27 پر یوں پیش کرتے ہیں

''چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی نانوتوی صاحب کی طرح حضور کو سید الکل اور افضل الانبیاء ماننے کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنے آپ کو ظلی اور عکسی نبی ظاہر کرتا ہے''

آگے ص 30 پر مزید فرماتے ہیں

''یعنی نبوت کی یہ تقسیم کہ۔۔۔حضور کی نبوت اصلی ہے اور باقی انبیاء کی عکسی اور ظلی۔یہ خالص مرزائی نظریہ کی تائید ہے۔۔۔قادیانیوں اور ان کے ہم نواؤں کا یہ استدلال سراسر باطل ہے کہ جو شخص فنافی الرسول ہو اور حضور کی کمال اطاعت و اتباع سے اس کو یہ مقام حاصل ہو اس کو نبی کہہ سکتے ہیں اور اس سے حضور کی ختم نبوت میں کچھ فرق نہیں آتا۔کیونکہ تمام کمالات کا اصل حضور ہی ہیں اور فنافی الرسول کے کمالات ظلی اور عکسی طور پر ہیں۔اگر اس استدلال کی رو سے فنافی الرسول کو نبی اور رسول کہا جا سکتا ہے تو کیا جس شخص کو فنافی اللہ کا مقام حاصل ہو، اسے اللہ کہا جائے گا''

(التنویر لدفع ظلام التحذیر یعنی مسئلہ تکفیر ص 27 اور 30)

اگر نانوتوی صاحب درست ہیں تو دیوبندیوں کو کسی قادیانی کو کافر کہنے کا کوئی حق نہیں۔۔مولوی غلام علی قادری اوکاڑوی

بریلوی امت کے شیخ القرآن ساری بحث کو سمیٹتے ہوئے دیوبندی مولوی منظور احمد سنبھلی کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں

''اگر بقول سنبھلی صاحب نانوتوی صاحب کی ص 3 کی عبارت ۔۔۔ص ۱۴

اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی اور کوئی نبی ہوتو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور رہتا ہے،"ص ۲۸ " بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کوئی پیدا ہوتو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ گرق نہ آئے گا" اگر ان صریح کفریات کا قائل اپنے کفر سے توبہ نہ کرے اور ہزار ہا یہ اعلان بھی کرتا رہے کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین اور آخرالانبیاء نہ مانے وہ کافر اور ملحد ہے تو کیا اس سخن سازی سے اس کا وہ کفر مٹ جائے گا؟؟ اس صورت میں تو آپ کسی قادیانی کو بھی کافر نہیں کہہ سکیں گے۔ لیجئے میں آپ کے سامنے قادیانیوں کی عبارات پیش کرتا ہوں

ا۔۔۔امکان نبوت بعد از خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ثابت کرتے ہوئے قادیانی صاحب لکھتے ہیں

مولوی قاسم نانوتوی صاحب تحذیر الناس ص ۲۱ پر فرماتے ہیں بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی ۔۔۔پھر نتیجہ نکالتے ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اور آپ کی شریعت کا کامل ہونا کسی طرح سے بھی ظلی نبوت کے دروازوں کو بند نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے برعکس پورے طور پر کھول دیتا ہے۔" (تبلیغی ٹریکٹ ختم نبوت مطبوعہ قادیان ص ۱۵)

۲۔۔۔۔۔اگر یہی معنی جو ہم نے بیان کئے ہیں نہیں اور خاتم النبیین کا معنی نبیوں کو ختم کرنے والا ہے تو یہ نہ کوئی فضیلت کی بات ہے اور نہ کوئی کسی قسم کی خصوصیت حضرت سرور کائنات کی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ آخری نبی ہونا کوئی خوبی کی بات نہیں۔ برخلاف اس کے جو معنی ہم نے پیش کئے ہیں ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت تمام نبیوں پر ثابت ہے۔ (بحث خاتم النبیین ص ۹)

خدارا ضد اور تعصب کو چھوڑ کر دیانت اور انصاف سے غور فرمایا جائے کہ قادیانی صاحب کی ان عبارات اور نانوتوی صاحب کی عبارتوں میں کیا فرق ہے

۵۔۔۔جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت سرور کائنات فخر دو عالم احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور قرآن مجید آخری اور کامل شریعت ہے۔ اور اب کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا

جوآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تابع نہ ہو (نبوت کی حقیقت احمدیہ کتب خانہ قادیان ص ۳)

۔۔۔۔۔اہل فہم پر روشن ہے کہ قادیانی اور دیوبندی تحریر میں کوئی فرق نہیں ۔قادیانی یہ کہتے ہیں کہ ہمارے مخالف مولوی جو معنیٰ خاتم النبیین یعنی آخری نبی زماناً کرتے ہیں وہ آنجناب کے شایانِ شان نہیں اور یہی بانی دیوبند نے کہا کہ خاتمیت زمانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شایان شان نہیں۔

۷۔۔۔خاتم النبیین کے معنی ختم کمالات ۔ہاں اگر ختم کمالات لیا جائے یعنی یہ کہا جائے کہ اکمل اور اتم طور پر نبوت کی انتہا نعمت آپ پر ختم ہے تو ہم کہیں گے کہ بے شک اس معنی سے نبوت آپ پر ختم ہے۔(خاتم النبیین کتب خانہ احمدیہ قادیان ص ۲،۷)

۸۔۔۔۔۔۔خاتم النبیین اور آخر الانبیاء کے معانی اگر اس آخری کے یہ معانی ہیں کہ اس کے بعد کوئی نہیں تو صرف تاخر زمانی میں کوئی خوبی نہیں اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شایان شان ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی اس معنی سے ہیں کہ اب تمام انعامات جس میں نبوت بھی داخل ہے حاصل کرنے کا آخری ذریعہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات ہے ملخصاً (خاتم النبیین کتب خانہ احمدیہ قادیان ص ۸)

قادیانی کی یہ تقریر بالکل تحذیر الناس کی ص ۳ کی عبارت کا پرچہ ہے۔

۹۔۔۔میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا وسیلہ ہے اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا (ترجمہ آئینہ کمالات اسلام)

۱۰۔۔۔میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب کو مانتا ہوں جو قرآن وحدیث کی رو سے مسلمہ الثبوت ہیں اور سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور

جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوگئی۔ (تبلیغ رسالت جلد ۲ ص ۲)

یہ عبارات ۔۔قادیانی مذہب سے منقول ہیں۔قادیانی مرزا اور اس کے اذناب کی اس قسم کی عبارات بیسیوں پیش کی جاسکتی ہیں۔۔۔مگر اس کے باوجود خاتم النبیین کے معنی میں تحریف کرتے ہیں اور محمد قاسم نانوتوی کی طرح ختم ذاتی، ختم مراتب، اور افضل الانبیاء وغیرہم کے خود ساختہ معنی کرتے ہیں۔'' (التنویر لدفع ظلام التحذیر یعنی مسئلہ تکفیر ص 37 تا 40)

''ان دیوبندیوں نے ہی مرزا صاحب کے لئے میدان صاف کیا''

مولوی غلام علی قادری اوکاڑوی صاحب دیوبندی حضرات کے خلاف فردِ جرم لگاتے ہوئے گویا ہوتے ہیں مسلمانوا حقیقت یہ ہے کہ ان دیوبندیوں ہی نے مرزا قادیانی کے لئے میدان صاف کیا تھا۔انہوں نے اپنی تمام تر قوت نانوتوی صاحب میں صرف کردی اور صریح الفاظ میں یہ کہہ دیا کہ اگر بالفرض حضور علیہ السلام کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہوجائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آتا۔۔۔۔ دیوبندی منصفو ! یہی کچھ مرزا اور اس کے متبعین کہہ رہے ہیں''

(التنویر لدفع ظلام التحذیر یعنی مسئلہ تکفیر ص 40,41)

''اگر ختم نبوت کی ایک تفسیر پر بانی جماعت احمدیہ کافر تو بانی دیوبند اسی تفسیر پر حجۃ الاسلام کیسے؟؟''۔۔مولوی عبد الحکیم اختر شاہجہاں پوری

ممتاز بریلوی مولوی عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری اس ساری کہانی کو۔۔۔'' دیوبندی گورکھ دھندا'' ۔۔۔۔لکھتے ہوئے درج ذیل تبصرہ فرماتے ہیں

'' ☆ ا......جب دیوبندی حضرات مرزا جی کی عقیدہ ختم نبوت پر تکفیر کرتے ہیں تو

نانوتوی صاحب کی بھی تکفیر کیوں نہیں کرتے جب کہ عقیدہ مشترک ہے۔☆۲......اگر نانوتوی صاحب نے کفر نہیں کیا تو مرزا صاحب کو دیوبندی حضرات کافر کیوں کہتے ہیں؟؟

☆۳...... چونکہ ختم نبوت کے نانوتوی صاحب اور مرزا صاحب ایک جیسے مخالف ہیں اس لئے علمائے اہل سنت دونوں کی تکفیر کرتے ہیں لیکن دیوبندی حضرات مرزا صاحب کی تکفیر کے بارے میں اتفاق کرتے ہیں اور نانوتوی کی تکفیر پر لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک عجیب معاملہ ہے کہ قادیان کا رہنے والا ختم نبوت کا انکار کرے تو دیوبندی حضرات بھی اس کی تکفیر پر متفق لیکن نانوتہ کا باشندہ عقیدہ ختم نبوت کا انکار کرے تو دیوبندی حضرات کے نزدیک وہ کافر ہونے کی بجائے حجۃ الاسلام قرار پاتا ہے یہ کیا دھرم ہے؟

(التنویر لدفع ظلام التحذیر یعنی مسئلہ تکفیر ص 41)

دیوبندی احمدیوں کے مخالف کیوں؟۔۔مولانا اوکاڑوی

ص 41 پر مولوی غلام علی صاحب نے دیوبندیوں کی ختم نبوت کے نام پر بہت سی تحاریک کا بھی زیر عنوان۔۔دیوبندی مرزائیوں کے کیوں مخالف ہیں؟۔۔جائزہ لیا ہے

''اب دیوبندی مرزائیوں کے اس لئے مخالف ہیں کہ اجرائے نبوت کے لئے میدان تو انہوں نے صاف کیا تھا اور دعویٰ قادیانی نے کرلیا۔ چنانچہ قادیانی بھی اپنی کتب و رسائل میں دیوبندیوں کو ان عبارات سے خاموش کرا دیتے ہیں کہ جب نانوتوی صاحب کے نزدیک جس کو تم پیش خویش بہت کچھ مانتے ہو اس کے نزدیک حضور علیہ السلام کے بعد نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آتا تو مرزا صاحب نے کیا قصور کیا ہے۔ ہاں تم نے حضور کے بعس نبی کا پیدا ہونا ممکن کہا اور مرزا صاحب نے بالفعل نبوت کا دعویٰ کردیا۔ مگر مرزا صاحب بھی اپنے آپ کو مستقل بالذات اور حقیقی نبی نہیں مانتے بلکہ مجازی، عرضی، بروزی ظلی نبی ہونے کے دعویدار ہیں۔''

(التنویر لدفع ظلام التحذیر یعنی مسئلہ تکفیر ص 41)

باب نمبر 5

تحذیر الناس کی الاسٹک

جیسے آجکل کی متداول Wrestling میں ہم دیکھتے ہیں کہ جب ایک پہلوان کسی عضو سے زخمی ہوجائے تو پھر مدمقابل پہلوان اپنی ساری کوشش اسی پر لگا دیتا ہے کہ وہ ہر ضرب اسی زخمی حصے پر لگائے تا کہ پہلوان کو جلد سے جلد چت کر سکے۔ یہی حال ہمیں بریلوی اور دیوبندی فرقہ جاتی لڑائی میں اس مرحلے پر نظر آتا ہے۔

مولوی احمد رضا خان صاحب نے حرم میں دیوبندی حلقہ کے جس حصے پر ضرب لگائی تھی آنے والے دنوں میں محققین بریلویت نے اسی پر مشق ستم جاری رکھی اور یوں تحذیر الناس کی الاسٹک کا ایک سرا کھینچ کر انگریز انٹیلی جنس اور ڈپٹی کمشنر بٹالہ سے باندھ دیا تو دوسرا بانی جماعت حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام سے۔ چنانچہ مشہور بریلوی عالم دین صاحبزادہ محمد شوکت علی چشتی نظامی ایم۔اے بانی مرکزی جماعت غریب نواز پاکستان نے جامعہ مسجد توکلیہ فیصل آباد سے تحذیر الناس کے پس منظر کو اس طرح سے بیان فرمایا۔

''(1869 میں انگریزوں نے ایک کمیشن لندن سے ہندوستان بھیجا تا کہ وہ انگریز کے متعلق مسلمانوں کا مزاج معلوم کرے اور آئندہ کے لئے مسلمانوں کو رام کرنے کے لئے تجاویز مرتب کرے) اس (کمیشن کی) رپورٹ کے مطابق انگریزوں کو یقین ہو گیا کہ جب تک کسی شخص کو نبوت کے مقام پر فائز نہیں کرا دیا جاتا ہم اپنے پروگرام میں کلی طور پر کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ لہٰذا کسی شخص کو نبوت

کے مقام پر فائز کرنے سے قبل راستہ ہموار کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس خدمت کو دارالعلوم دیو بند انڈیا کے بانی مولوی محمد قاسم نانوتوی نے جمیع مسلمانوں کے عقائد ونظریات کے خلاف خوب نبھایا اور اپنی تحریر سے نئی نبوت کی داغ بیل یوں ''ڈال دی'' غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور نبی ہو جب آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہے گا'' تحذیر الناس'' بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبویؐ بھی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔'' (تحذیر الناس، صفحہ 26) بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنا چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب سے آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔'' (تحذیر الناس، صفحہ 3)

مذکورہ عبارت ثابت کر رہی ہے۔ اہل فہم وہی لوگ ہیں جو خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں مانتے ان میں صرف قاسم نانوتوی...... ہیں فرنگی حکومت نے خود ساختہ نبوت کا راستہ ہموار کر لیا۔''

(مدلل تقریر مولفہ الحاج میاں محمد شوکت علی چشتی نظامی، صفحہ 56-57 ناشر شعبہ نشر و اشاعت مرکزی جماعت رضائے غریب نواز فیصل آباد)

''افتخار قادریت'' ''شمع بزم رضویت'' عندلیب بوستان مصطفی جیسے عظیم خطابات کے حامل بریلوی عالم دین جناب ضیاء اللہ صاحب اس الاسٹک کے سرے کو تھوڑا سا اور پیچھے کھینچتے ہوئے 1830ء سے بھی آگے نکل گئے چنانچہ آپ کی تحقیق کے مطابق دیوبندیوں نے اس ''گھناؤنے'' کام کے لئے انگریزوں سے ملکر بہت لمبی چوڑی پلاننگ کی۔ چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

''سر ولیم ہنٹر کی رپورٹ اور تجویز اور پادری صاحبان کی تجویز کو ذہن نشین رکھ کر اور بعد ازاں سید احمد بریلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی نے نام نہاد جو تحریک چلائی اس کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ انگریزوں نے سب سے پہلے ان دو حضرات کو اپنے مشن میں کامیابی کے لئے چنا۔ دہلی کی جامع مسجد میں سکھوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دینے والے اسمٰعیل دہلوی تھے۔ پادریوں کی پیری مریدی کے سلسلہ والی تجویز اسی اسمٰعیل دہلوی نے سرانجام دینے کا بیڑہ اٹھایا۔ کیونکہ اسمٰعیل دہلوی نے اپنے آپ کو سید احمد کا مرید ظاہر کرنا شروع کر دیا اور پیری کا چکر چلایا۔ اس سلسلہ میں ایک کتاب صراط مستقیم کے نام سے لکھ دی تا کہ انگریز کو پورا پورا یقین ہو جائے۔ (نجد سے قادیان براستہ دیوبند، صفحہ 62، ناشر قادری کتب خانہ سیالکوٹ از ضیاء اللہ قادری)

بریلوی طنز پر دیوبندی علماء کا اپنے بانی سے انحراف بلکہ طعن

رانا خلیل احمد بریلوی مشہور بریلوی ویب سائٹ www.Islamimehfil.com میں زیر عنوان ''تحذیر الناس کے دفاع کے تعاقب میں'' انکشاف کرتے ہیں۔

''قاسم نانوتوی نے حضور ﷺ کے لئے نبوت بالذات اور باقی انبیاء کے لئے بالعرض نبوت کا قول کیا۔ یعنی باقی انبیاء کے لئے ظلّی نبوت کا قول کیا۔ وہ لکھتا ہے کہ ''غرض اور انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے کوئی کمال ذاتی نہیں'' تحذیر الناس، صفحہ 38 اس پر مولوی محمد انور شاہ کشمیری دیوبند نے اپنے بانی پر قرآن میں زیادتی کا الزام لگاتے ہوئے اور طعن کرتے ہوئے لکھا کہ نبوت بالذات اور بالعرض کی تقسیم قرآن پر زیادتی اور محض اتباع ہوا ہے (یعنی خواہش نفسانی کی پیروی) (خاتم النبیین، صفحہ 38) اور آپ نے ''عقیدۃ الاسلام''، صفحہ 206 پر اس تقسیم کو نا جائز قرار دیا ہے۔''

''فیض الباری جلد 3، صفحہ 333 پر انہوں نے نانوتوی کی تشریح اثر ابن عباس کو خلاف قرآن ظاہر کیا ہے اور نانوتوی پر مالیس لک بہ علم جس چیز کا تجھے علم نہیں میں دخل دینے

کا طعن کیا ہے۔''

دیو بندی مناظر محمد امین صفدر اوکاڑوی بھی مولانا قاسم اور قاری طیب نانوتوی کے ختم نبوت کے معنی نبوت بخش پر طعن کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''اگر کوئی کہے کہ میں آپ کو خاتم النبیین تو مانتا ہوں مگر خاتم النبیین کا معنی نبی گر ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مہریں لگا لگا کر نبی بنایا کرتے تھے تو یہ بھی کفر ہے''

(تحریر نگار رانا خلیل احمد بریلوی مشہور بریلوی ویب سائٹ www.Islamimehfil.com میں زیر عنوان ''تحذیر الناس کے دفاع کے تعاقب میں)

مقدمہ بہاولپور اور دیوبندی پارسل

مشہور تاریخی مقدمہ بہاول پور میں عدالت کے حکم پر دیوبندی علماء کا ایک وفد دیوبند سے بلوایا گیا۔ کیوں بلوایا گیا؟ اس کا پس منظر بریلوی اور دیوبندی اپنے اپنے انداز سے پیش کرتے ہیں دونوں پیش ہیں

دیوبندی نقطہ نظر

پروفیسر خالد محمود مانچسٹروی نے کئی جلدوں پر مبنی ایک ضخیم کتاب ''مطالعہ بریلویت'' کے نام سے لکھی ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ جب بہاول پور میں ایک احمدی خاوند اور غیر احمدی بیوی کے درمیان طلاق کا مسئلہ پیش تھا تو بریلوی مولوی غلام محمد گھوٹوی کی عدالت سے فرمائش پر کہ ختم نبوت کی تشریح کے لئے دیوبند سے وفد بلایا جائے۔ جو نہ صرف دیوبندیت کی فتح تھی بلکہ مولوی احمد رضا خان کے دیوبندیوں کے خلاف فتاویٰ تکفیر کی دھجیاں بکھیرنے والی بات بھی تھی۔ مولوی خالد صاحب کے الفاظ یہ تھے

''بہاول پور کے مشہور مقدمہ مرزائیت محدث العصر حضرت مولونا انور شاہ صاحب اور مناظر اسلام مولانا محمد شفیع کو عدالت میں شہادت دینے کے لئے آپ نے ہی دیوبند سے

بلوایا تھا۔حضرت مولانا گھوٹوی نے ان اکابرین دیوبند کا جس حسن عقیدت سے استقبال کیا اس نے مولانا احمد رضا خان کے فتاویٰ تکفیر کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں''

(مطالعہ بریلویت ص166 بحوالہ محاسبہ دیوبندیت ص448)

بریلوی عالم دین جناب محمد حسن رضوی صاحب اس حوالے کو درج کر کے بتاتے ہیں کہ کیوں آخران دیوبندیوں کو ہی ختم نبوت کی تشریح کے لئے بلوایا گیا

''اب سنئے اصل واقعہ کہ کیوں ان دیوبندی مولویوں کو دیوبند سے بہاولپور بلوایا گیا۔ واقعہ یہ ہے کہ سابق ریاست بہاولپور میں ایک مسلمان عورت کا کاوند مرزائی ہو گیا تھا۔اس پر عورت نے عدالت میں شوہر کے ارتداد کی وجہ سے فسخ نکاح کی درخوست دے دی۔ مقدمہ عدالت میں دائر ہوا اس واقعہ پر قادیانیوں نے بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس ۔امداد الفتاویٰ اور تذکرۃ الرشید وغیرہ کتب کا سہارا لے کر۔۔۔۔خود کو مسلمان ثابت کرنے لگے اور کہا گیا کہ خاتم النبیین کا جو معنیٰ ،مفہوم مولانا قاسم نانوتوی کہتے ہیں وہی مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں تو ہم کافر و مرتد کیوں؟؟ ہمیں تھانوی صاحب اور گنگوہی صاحب نے اپنی کتابوں کے پہلے ایڈیشنوں میں مسلمان مانا ہے صرف فسق کا فتویٰ دیا ہے اس لئے عورت کا نکاح کیوں فسق کیا جائے؟

اس لئے مولانا گھوٹوی صاحب نے نہیں بلکہ عورت کے وارثوں نے مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی وغیرہ کو بلوا کر مجبوراً اُن سے کہلوادیا کہ ہم بھی ختم نبوت کو مانتے ہیں اور منکر ختم نبوت مرتد ہے اور مرتد سے نکاح فاسد ہو جاتا ہے ویسے بھی مولوی انور شاہ کشمیری نے فیض الباری میں جلد 3 ص 333، 334 پر تحذیر الناس کے پیش کردہ جدید معنوں پر شدید تنقید کی ہے اور جس کو یہ مفتی اعظم محمد شفیع کہتے ہیں اس نے بھی ہدیۃ المھدین ص 21

اورص 35 پرتحذیرالناس کے برعکس معنی کئے ہیں۔۔۔ان حالات میں ورثاء نے مرزائیوں کے اثرکوزائل کرنے کے لئے دیوبند کے اُن مولویوں کا پارسل منگوایا تھا(جو بانی دیوبندکی ختم نبوت کی تفسیر سے متفق نہ تھے)

(محاسبہ دیوبندیت ص450 مصنفہ مولوی محمدحسن علی رضوی ناشرادارہ غوثیہ رضویہ کرم پارک مصری شاہ لاہور)

مولانا قاسم نانوتوی دوبارہ کیوں مسلمان ہوئے

مشہور بریلوی مناظر مولوی محمدحسن قادری رضوی نے ایک ضخیم کتاب بعنوان''اکابر دیوبند اپنے آئینہ میں ۔۔۔دیوبندی شاطراپنے منہ کافر''لکھی ہےاوراس میں ایک حیرت انگیز انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے یہ انکشاف کیا کہ تحذیرالناس کے کفر سے مولانا نانوتوی کلمہ پڑھ کردوبارہ مسلمان ہوگئے تھےتھانوی صاحب کی زبانی سنئے لکھتے ہیں

تحذیرالناس کی وجہ سے جب مولانا (نانوتوی) پر فتوے لگےتو جواب نہیں دیا بلکہ یہ فرمایا کہ کافر سے مسلمان ہونے کا طریقہ بڑوں سے یہ سنا ہے کہ کلمہ پڑھنے سے کوئی مسلمان ہوجاتاہےتومیں کلمہ پڑھتاہوں لاالہ الا اللہ محمدرسول اللہ

(الافاضات الیومیہ جلد ۴ ص ۲۹۴ زیرِ ملفوظ نمبر ۸٦۷)

(''اکابر دیوبند اپنے آئینہ میں......دیوبندی شاطراپنے منہ کافر''مصنفہ مولوی محمدحسن قادری رضوی ص ۸٦۷)

باب نمبر 6

آہستہ بولو کہیں احمدی سن نہ لیں

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے حسام الحرمین شائع کی تو جواب میں دیوبندیوں کی طرف سے کئی کتب لکھی گئیں۔

i۔المہند علی المفند

ii۔الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب

iii۔حسام الحرمین اور عقائد علمائے دیوبند

iv۔فیصلہ کن مناظرہ

v۔انکشاف حق

پھر جواب الجواب کا سلسلہ شروع ہوا اور بریلویوں نے بھی بیسیوں اشتہار اور کتب سے اس منافرتی خزانے میں اضافہ کیا اور یوں یہ سلسلہ کسی نہ کسی شکل میں ایک صدی سے جاری وساری ہے۔ ابھی حال ہی میں دیوبندیوں کے ایک مشہور مولوی محمد الیاس گھمن صاحب نے حسام الحرمین اور اس کی تائید میں لکھی جانے والی تقریباً تمام کتب کا مشترکہ جواب ''حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ'' کے نام سے لکھ کر اس ذخیرے میں مزید حصہ ڈالا ہے اور یوں ختم نبوت، تفسیر ختم نبوت، انکارِ ختم نبوت اور عرفان ختم نبوت پر دیوبندیوں اور بریلویوں کی اس خفیہ لڑائی کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

اخفائے حق کی نادر الوقوع جسارت

وہ جیسے ایک شاعر کہتا ہے

ہمیں بھی تھی اس عہد کے انجام سے دلچسپی
کیونکہ اس نے میرا بھی ادھار دینا تھا

سو میں نے بھی اس کتاب کا مطالعہ کیا اور ختم نبوت پر ان دونوں فرقوں کی گھریلو لڑائی کا مشاہد کرنے کی کوشش کی۔

یوں تو جماعت احمدیہ کی دشمنی میں یہ دونوں گروپ یک زبان ہیں 1953ء کے فسادات ہوں یا 1974ء کی قتل و غارت۔ سوشل بائیکاٹ کا ظالمانہ طریق ہو یا اسمبلی کی طاقت کے زور پر احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کا فیصلہ یہ دونوں گروپ شانہ بشانہ جماعت احمدیہ کے خلاف زہر اگلتے نظر آتے ہیں بلکہ ایک دوسری کی ماتحتی میں کام کرتے نظر آتے ہیں۔ یعنی مذہبی دنیا کا یہ عجیب حیرت انگیز واقعہ ہے کہ حسام الحرمین لکھتے ہیں اور دیو بندیوں کو منکر ختم نبوت سمجھتے ہیں 1953ء کی تحفظ ختم نبوت تحریک میں دیو بندیوں کی نیابت میں بریلوی مولوی تحریک چلاتے ہیں اور ملک ملک میں احمدیت کے خلاف طوفان اٹھا دیتے ہیں اور ہر قصبہ ہر گاؤں میں احمدیوں کو منکر ختم نبوت قرار دیتے ہوئے عظیم فسادات کروا کر ملک کو پہلے مارشل لاء میں جھونک دیتے ہیں ان فسادات کے دوران نعرہ لگاتے ہیں کہ ملک میں صرف ایک ہی منکرین ختم نبوت ہیں اور وہ ہیں احمدی جب وہ فسادات گزر جاتے ہیں تو پھر چیخنے چلانے لگتے ہیں کہ

''اگر قادیانی جماعت کو منکر ختم نبوت کہنا امر واقعہ ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس انکار کی بنیاد پر دیو بندی جماعت کو بھی منکر ختم نبوت نہ قرار دیا جائے۔''

''اسلامی دنیا کا جو الزام قادیانی جماعت پر ہے وہی الزام دیو بندی جماعت پر بھی عائد کیا جائے۔'' (زیر وزبر، مولانا ارشد القادری صفحہ 126)

اخفائے حق کی جوابی نادر الوقوع جسارت

بریلوی حضرات کے بعد جب دیو بندیوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو وہ بھی ایسی ہی نادر الوقوع حرکات میں مصروف نظر آتے ہیں چنانچہ مندرجہ بالا کتاب ''حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ'' اس کی روشن مثال ہے۔

مولوی الیاس گھمن صاحب نے پوری ایک صدی کے بریلوی مولویوں کے اعتراضات کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اور اپنے خیال میں دیو بندیوں پر لگے۔ ختم نبوت کے انکار کے الزام کا کافی و شافی جواب دے دیا ہے یعنی وہ فرماتے ہیں کہ بریلوی حسام الحرمین میں ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ تحذیر الناس کے ختم نبوت والے معنی تو احمدیوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور یوں دیو بندیوں اور احمدیوں کے ختم نبوت کی تفسیر یکساں ہے۔ اور پھر اس کا جواب وہ یہ نہیں دیتے کہ دیو بندی اور احمدی موقف و

ترجمہ یکساں نہیں ہے بلکہ وہ پوری صدی کے بریلوی مولویوں کو نقل کر کے کہتے ہیں کہ تمہارے اکابرین کا موقف کون سا جدا ہے ان کا بھی تو یہی موقف ہے اور اگر ہمارے اکابرین احمدیت کے مؤید ہیں تو پھر تمہاری اکابرین بھی مؤید ہیں اور یوں وہ 1974ء کو قومی اسمبلی کے فیصلے کے پس منظر کے برعکس نہ صرف خود اپنی منافقت سے پردہ اُٹھاتے بلکہ بریلوی حضرات کی منافقت کو بھی طشت از بام کر دیتے ہیں ہوتے ہیں بلکہ بریلویوں کو بھی۔۔۔کر دیتے ہیں۔اور دلچسپ بات یہ ہے کہ اس روشن کڑی دوپہر میں دونوں ایک دوسرے کو۔۔۔۔بھی کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ ایک دوسرے کو مشورہ بھی دے رہے ہیں کہ آہستہ بولو۔آہستہ بولو کہیں احمدی سن نہ لیں۔

تحذیر الناس سے حسام الحرمین تک اور فیضان ختم نبوت پر جماعت احمدیہ کی عارفانہ تفسیر

تحذیر الناس حضرت مولانا قاسم نانوتوی صاحب کی تحریر ہے جو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ مہدویت و مسیحیت سے قبل تحریر فرمائی۔(مولانا نانوتوی 1822 تا 1880)اس میں کیا لکھا ہے اور کیوں لکھا ہے وہ اسی دیوبندی مولوی صاحب کی زبانی سنتے ہیں۔

تحذیر الناس کا تعارف

مولوی الیاس گھمن صاحب فرماتے ہیں کہ

''ہوا یہ کہ ہندوستان میں بعض حضرات کی طرف سے حدیث ابن عباس ؓ کی تردید اور انکار ہونے لگا اور وہ حدیث واثر یہ ہے کہ زمینیں سات ہیں اور ہر زمین میں تمہارے نبی کی طرح نبی تمہارے آدم کی طرح آدم اور تمہارے نوح کی طرح نوح اور ابراہیم تمہارے ابراہیم کی طرح۔اور عیسیٰ تمہارے عیسیٰ کی طرح موجود ہیں۔اس اثر و حدیث کو چونکہ علماء امت نے صحیح قرار دیا ہے اس لئے حضرت حجۃ الاسلام نے لوگوں کو اس حدیث کے انکار سے بچانے کے لئے ایک کتاب لکھی جس کا نام'' تحذیر الناس من انکار اثر ابن عباس'' رکھا۔''

(حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ،صفحہ 114-115)

بھائی آہستہ بولو کہیں احمدی سن نہ لیں

تحریر کے اس حصے میں بریلوی مولویوں کے اعتراضات اور دیوبندی صاحب کے جواب اور اسی تناظر میں جماعت احمدیہ کا موقف پیش کر کے اُس جارحانہ ننگی منافقت کی نشاندہی کرنا چاہوں گا جو آج ان دونوں گروپوں کا طرہ امتیاز بنی ہوئی ہے۔ دونوں کس دیدہ دلیری سے مشترکہ پریس کانفرنسز کرتے ہیں اور پیٹ بھر کر جماعت احمدیہ کو گالیاں دیتے ہیں۔ اور فخریہ اعلان کرتے ہیں کہ آج 72 فرقوں نے مشترکہ طور پر جماعت احمدیہ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا ہے اور جب اس سارے سیاسی دنگل یا سیاسی Show کو ختم کر کے اپنے محلے کی اور اپنے مسلک کی مسجد میں واپس جاتے ہیں تو سب سے پہلا نعرہ ہی یہ لگاتے ہیں۔

''دیوبندی وہابی منکرین ختم نبوت اور گستاخان رسول ہیں''

بریلوی بھائیو مان لو تحذیر الناس سچی ہے یا پھر ہم سب کافر ہیں

مولوی الیاس گھمن صاحب نے ،صفحہ 129 پر اعتراض نمبر 6 کے تحت جو بریلوی اعتراضات اور اپنے جوابات داخل کئے وہ مکمل طور پر درج کئے دیتا ہوں۔

''اعتراض نمبر 6: آپ کا عقیدہ احمدیوں کے لئے مفید ہے

حجۃ الاسلام پر اعتراض کرتے ہوئے سید تبسم شاہ بخاری صاحب لکھتے ہیں:

قرآن حکیم نے جب خاتم النبیین فرما دیا تو آیت آپ کے آخری نبی ہونے میں نص قطعی ہوگئی۔ آخری نبی کا معنی خود حضور ﷺ نے بتایا صحابہ کرام تابعین اور تمام امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا عقیدہ ایمان اسی پر رہا اور اسی پر رہے گا۔ جملہ ائمہ کرام مفسرین و محدثین نے قرآن وحدیث کی روشنی میں یہی بتایا کہ خاتم بمعنی آخری نبی ہے اسی پر اجماع ہے۔ اور اس پر تواتر ثابت ہے۔ اس معنی میں نہ کوئی تاویل مانی جائے گی نہ کوئی تخصیص بلکہ تاویل و تخصیص کرنے والا بھی خارج از اسلام ہوگا اور سمجھ بوجھ کر بھی ایسے کافر کے کفر میں شک کرنے والا اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس، صفحہ 23)

دوسری جگہ لکھتے ہیں: انقطاع نبوت کا انکار اور تکمیل نبوت کا اقرار یہ عقیدہ قادیانیت کے لئے بہت مفید ہے۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس، صفحہ 112)

اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

i۔ اس لفظ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی کے علاوہ کوئی اور لینا کفر ہے۔

ii۔ ایسے کفر کو جو کفر نہ کہے وہ بھی کافر۔

iii۔ اس کا معنی تکمیل نبوت کرنا، انقطاع کا نہ کرنا قادیانیت کو مفید ہے۔

اور اس معنی میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں ہوسکتی۔

پھر تو والد احمد رضا خان صاحب بھی مؤید قادیان تھے

القصہ دیکھیے: بانی بریلویتفاضل بریلوی نے اپنے والد کی کتاب الکلام الاوضح کی تعریف وتوصیف کی اور اسے علوم کثیرہ پر مشتمل کہا ہے۔

(دیکھیے الکلام الاوضح، صفحہ ز)

اسی میں لکھا ہے: جو اس لفظ کو بموجب قرأت عاصم رحمۃ اللہ علیہ کے خاتم النبیین بفتح تا پڑھیں تو ایک اور خاصہ آپ کا ثابت ہوتا ہے۔ کہ سوا آپ کے یہ لقب بھی کسی کو حاصل نہ ہوا۔ مہر سے اعتبار بڑھتا ہے۔ اور آپ کے سبب سے پیغمبروں کا اعتبار زیادہ ہوا اور مہر سے زینت ہوتی ہے اور آپ انبیاء کی زینت ہیں۔

(الکلام الاوضح، صفحہ 202)

اس لفظ کا معنی صرف آخری نبی نقی علی خان بھی نہیں مانتا۔ بلکہ اس کا معنی انبیاء کی نبوت پر مہر لگانے والا کیا ہے۔ تو یہ بھی نص قطعی کا منکر، اجماع اُمت کا منکر، اس معنی میں تاویل کرنے والا ہے۔ لہٰذا کافر ہوا اور پیچھے گزر چکا کہ جو کسی کفر کی تحسین کرے وہ بھی کافر ہے۔ لہٰذا فاضل بریلوی بھی گیا۔ اس لئے تبسم صاحب ذرا قدم پھونک کر رکھیے۔ آگے دیکھیے۔

"پھر تو پیر جماعت علی شاہ کے بیٹے، مولوی صادق

قصوری پیر کرم علی شاہ صاحب یہ سب بزرگان بھی مؤید قادیان ہیں"

پیر جماعت علی شاہ کے بیٹے سید محمد حسین شاہ جماعتی لکھتے ہیں:

جن اوصاف حمیدہ، اخلاق جمیلہ شمائل حسنہ، فضائل برگزیدہ مکارم اخلاق سے انبیاء کرام خالی تھے۔ وہ سب کے سب حضور ﷺ میں پائے جاتے ہیں اور آپ ہر طرح سے کامل و مکمل ہے۔ ختم نبوت کے یہی معنی ہیں کہ نبوت آپ کے ذریعے سے تکمیل کو پہنچ گئی۔

(افضل الرسل ﷺ، صفحہ 130)

اس کو مدون کیا ہے آپ کے جید عالم مولوی صادق قصوری نے اس پر مقدمہ پیر کرم شاہ صاحب نے لکھا ہے: تو یہ سب قادیانیوں کی تائید کرنے والے اور ختم نبوت کے اجماعی معنی اور قطعی معنی سے ہٹ کر معنی کرنے والے ہیں۔ یہ بھی بقول آپ کے سب کافر۔ اگر کوئی بریلوی اب ان کی تعریف و تحسین کرے گا وہ بھی آپ کے بقول کافر جا ٹھہرا۔ آگے آیئے:

"پھر تو مولانا محمد ذاکر صاحب خلیفہ مجاز خواجہ ضیاء الدین سیالوی بھی مؤید قادیان ہیں"

مولانا محمد ذاکر صاحب خلیفہ مجاز خواجہ ضیاء الدین سیالوی کی ادارت میں چھپنے والے رسالے میں ہے۔ ختم نبوت سے مراد قطع نبوت یا انقطاع رسالت نہیں بلکہ تکمیل نبوت و ابدیت رسالت ہے۔ یعنی نبوت اس کارگۂ حیات میں اپنے تمام ارتقائی منازل طے کرکے جس نقطہ عروج پر پہنچی اس کا نام جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔

(الجامعہ نومبر دسمبر 1961ئ، جلد نمبر 13، شمارہ نمبر 4، صفحہ 10)

کیا مولانا ذاکر صاحب جو خواجہ قمر الدین سیالوی کے اخص الخواص لوگوں سے تھے۔ وہ بھی قادیانی نواز ہیں کیا انہیں آپ کافر کہیں گے۔ اگر نہ کہیں پھر بھی جاتے ہیں اور اگر کہیں تو پھر بھی۔

سوچ لیں۔ مشورہ کر کے جواب دیں آپ کو قیامت تک کی مہلت ہے جو الزمات جناب

آپ مولانا نانوتوی پر لگا رہے تھے وہ سب کے سب آپ کے گھر میں ملتے ہیں۔ پہلے اپنے گھر کی فکر کیجئے۔ پھر باہر۔

(حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ، صفحہ 129 تا صفحہ 132)"

جماعت احمدیہ کی فیضان ختم نبوت پر عارفانہ تشریح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ختم نبوت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 1)

"تمام رسالتیں اور نبوتیں اپنے آخری نقطہ پر آ کر جو ہمارے سید و مولیٰ ﷺ کا وجود تھا کمال کو پہنچ گئیں۔" (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 80-81)

"بلا شبہ ہمارے نبی ﷺ روحانیت قائم کرنے کے لحاظ سے آدم ثانی تھے بلکہ حقیقی آدمی وہی تھے جن کے ذریعہ اور طفیل سے تمام انسانی فضائل کمال کو پہنچے اور تمام نیک قوتیں اپنے اپنے کام میں لگ گئیں اور کوئی شاخ فطرت انسانی کی بے بار و بر نہ رہی اور ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کے تاخر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہو گئے۔ اور چونکہ آپ صفات الٰہیہ کے مظہر اتم تھے اس لئے آپ کی شریعت صفات جلالیہ و جمالیہ دونوں کی حامل تھی۔"

(لیکچر سیالکوٹ، صفحہ 7-4، طبع اول)

مولوی الیاس صاحب، صفحہ 132 پر اعتراض نمبر 8 کے تحت درج کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اعتراض نمبر 8: یہ کہنا کہ آپ جناب آدم علیہ السلام سے پہلے ہی خاتم الانبیاء تھے یہ قادیانیہ، دیوبندیہ کا موئید ہے

غلام نصیر الدین سیالوی لکھتا ہے: بعض حضرات یہ روایت پیش کرتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے فرمایا: **انی عند اللہ لمکتوب خاتمہ النبیین و آدم لمنجدل فی طینتہ**۔اس کے بارے میں گزارش ہے کہ اس حدیث سے استدلال درست نہیں کیونکہ اگر سرکار علیہ السلام کو سب سے پہلے نبوت ملی ہے تو آپ خاتم الانبیاء کیونکر ہو سکتے ہیں اگر سب سے پہلے سرکار علیہ السلام ختم نبوت سے متصف تھے۔تو پھر بعد میں ایک لاکھ 24 ہزار انبیاء کیسے مبعوث ہوئے۔اس طرح تو پھر نانوتوی کا کلام ٹھیک ہو جائے گا کہ اگر بعد زمانہ نبوی کوئی اور نبی آجائے گا تو ختم نبوت میں کچھ فرق نہ آئے گا۔نیز دیگر انبیاء علیہم السلام صرف علم الٰہی میں نبی تھے بالفعل نہیں ہے۔تو پھر سرکار علیہ السلام ان سے آخری کیسے ہو گئے۔آخری نبی ہونے کا مطلب تو یہ ہے کہ سارے انبیاء علیہم السلام کے بعد نبوت کا عطا ہوا اور اس ہستی کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔(تحقیقات، صفحہ 393، 394)

اس سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔

1۔اگر نبوت آپ کو سب سے پہلے ملنا مانی جائے تو آپ خاتم النبیین نہیں ہو سکتے۔

2۔اگر آپ کو شروع سے ہی یعنی تخلیق آدم سے پہلے ہی سے ختم المرسلین مانا جائے تو پھر مولانا نانوتوی کا کلام درست ہو جائے گا۔بالفاظ دیگر اس کا اور مولانا نانوتوی کا نظریہ ایک جیسا ہوگا۔

3۔آخری نبی کا مطلب یہ ہے آپ کو نبوت سب کے بعد ملے۔

4۔مفتی عبد المجید خان سعید نے غلام نصیر الدین سیالوی کے متعلق لکھا ہے کہ بیٹا اور اس کے توسط سے مولنا نا درست اور موید عقیدہ کفریہ نانوتویہ بتا رہا ہے۔

(مسئلہ نبوت، صفحہ 30)

یعنی یہ کہنا کہ اپ جناب آدم سے پہلے ہی خاتم الانبیاء تھے یہ غلام نصیر الدین سیالوی کے نزدیک عقیدہ کفریہ (قادیانیہ، دیوبندیہ) کا موئد ہے تو پھر اگلے آنے والے سب علماء بھی کفر کے موئد ہونے کی وجہ سے کافر ہوئے۔

پہلی اور تیسری بات تقریباً ایک ہی طرح ہے۔ہم اس پر کلام کر کے آگے چلتے ہیں۔

پھر تو یہ درجن بھر بریلوی سرتاج علماء بھی مؤید قادیان ہیں۔۔۔۔۔دیوبندی جواب

جو نبوت آپ کو شروع ہی سے ملنا مانے وہ خاتم الانبیاء نہیں مان سکتا یا اس صورت میں آپ خاتم الانبیاء نہیں بن سکتے۔تو وہ آدمی آپ کے فتوے سے ختم نبوت کا منکر ہوا تو پھر لیجئے: ان کتابوں کے مصنفین اور مویدین اور مصدقین جو تقریباً نصف صد سے زائد بریلوی اکابر علماء ہیں وہ سب ختم نبوت کے منکر ٹھہرے۔

1۔خلاصۃ الکلا مولوی عطا محمد نقشبندی

2۔نبوت مصطفی ہر آن ہر لحظہ پروفیسر عرفان قادری

3۔نبوت مصطفی اور عقیدہ اکابر علماء امت مفتی نذیر احمد سیالوی

4۔تنبیہات مولوی عبد المجید خان سعیدی

5۔اہم شرعی فیصلہ پیر محمد چشتی

6۔تجلیات علمی فی رد نظریات سلوی مفتی محمود حسین شائق

7۔توضیحات قاضی محمد عظیم نقشبندی

8۔نبی الانبیاء والمرسلین سید ذاکر حسین شاہ سیالوی

یہ سب کے سب اس پر مصر ہیں کہ آپ علیہ السلام کو نبوت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ملی۔تو کیا یہ سب منکرین ختم نبوت ہیں؟اگر ہیں تو بتائیں ورنہ جھوٹ بولنے کی وجہ سے لعنت کا طوق آپ پر ہے۔دوسری بات یہ تھی کہ آپ علیہ السلام کو شروع ہی سے خاتم الانبیاء مان لینا مولانا نانوتوی کے کلام سے متفق ہونا ہے۔اب دیکھیے کیا ہوتا ہے:

آپ کے شارح بخاری مولوی محمود رضوی لکھتے ہیں: حضور نے فرمایا! خاتم الانبیاء اس وقت سے ہوں جب کہ آدم آب و گل میں تھے۔

(مسند احمد، ج4، صفحہ 127، دین مصطفی ﷺ، صفحہ 85)

بریلوی حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی لکھتے ہیں کہ ''احمد اور بیہقی اور حاکم نے صحیح اسناد سے حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں رب تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا حالانکہ ابھی آدم علیہ السلام اپنے ضمیر میں جلوہ گر تھے۔'' (مشکوۃ)

(رسائل نعیمیہ، صفحہ 64)

مولوی عبدالاحد قادری لکھتے ہیں کہ: حضرت عرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت خاتم النبیین تھا جب ابھی حضرت آدم علیہ السلام مٹی ہی تھے۔'' (رسائل میلاد مصطفی، صفحہ 258)

مولوی اشرف سیالوی لکھتے ہیں:

''آنحضرت ﷺ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق و ایجاد سے پہلے نبوت و رسالت اور خاتم النبیین کے منصب پر فائز تھے۔''

(ملخصاً نور الابصار، صفحہ 22-23، بحوالہ سندیلوی کا چیلنج منظور ہے)

کاظمی صاحب لکھتے ہیں حدیث کا مطلب یہی ہے کہ میں فی الواقع خاتم النبیین ہو چکا تھا نہ یہ کہ میرا خاتم النبیین ہونا علم الٰہی میں مقدر تھا۔

(مسئلہ نبوت عندالشیخین، صفحہ 21)

<u>سیالوی صاحب! آپ کا کیا پروگرام ہے۔ یہ مولانا نانوتوی کے موافق تمہارے بزرگ ہوئے یا نہ اب ان کے کفر و ایمان کا مسئلہ نہ رہا۔ بلکہ تمہارے ایمان کا مسئلہ بن گیا اب بھی ان کو بزرگ مانتے ہو تو تم بھی گئے اور اگر ان کو بھی کافر مانو تو یہ تم سے ہو نہ سکے گا کہ باپ کو بھی کافر کہو۔''</u>

(حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ، صفحہ 132 تا 136)

خاتم کا لفظ لغوی اعتبار سے زبان عرب میں جن حقیقی یا مجازی معنوں کے لئے استعمال

ہوتا ہے جماعت احمدیہ ان سب کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتی ہے چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث حضرت مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اِسی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مقام محمدیت میں منفرد ہیں آپ کے سوا کسی شخص کو یہ مقام حاصل نہیں ہے آپ خاتم النبیین ہیں اور روحانی رفعتوں کے لحاظ سے آپ آخری نبی ہیں۔ آپ اُس وقت سے آخری نبی ہیں جس وقت ابھی آدم کو نبوت تو کیا انہیں یہ مادی وجود بھی عطاء نہ ہوا تھا۔ غرض سب نبوتیں نبوت محمدیہ کے تحت حاصل کی گئی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی نبوت کی خاطر اور اِسی مقام محمدیت کی خاطر ساری کائنات کو پیدا کیا تھا۔ اس لئے جس طرح حضرت ابراہیمؑ کی روحانی رفعت ساتویں آسمان تک پہنچنے کے باوجود ختم نبوت کے منافی نہیں ہے...... حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ میرے روحانی فرزند یعنی علمائے باطن جو مجھ سے قرآنی علوم حاصل کر کے قرآن کریم کی شریعت کو زندہ اور تابندہ رکھیں گے اور ہر صدی میں آتے رہیں گے وہ بھی انہی انبیاء کی طرح ہیں جن میں سے کوئی پہلے آسمان تک پہنچا کوئی دوسرے پر کوئی تیسرے پر کوئی چوتھے ہر کوئی پانچویں پر کوئی چھٹے پر اور ایک ایسا بھی پیدا ہوگا جو انتہائی عاجزی اور عشق کے سارے مراحل طے کرنے کے بعد اور محبت کی انتہائی رفعتوں کو پالینے کی وجہ سے ساتویں آسمان میں حضرت ابراہیم کے پہلو میں جا پہنچے گا اور سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں جگہ پائے گا۔''

آئین کا آرٹیکل نمبر 260

جنرل ضیاء الحق کی آمریت کے زمانے میں قانون میں ترمیم کر کے ہر مسلمان کہلوانے والے کے لئے ہر جگہ ہر ایک حلفیہ عبارت پر دستخط کرنا ضروری قرار دے دیا گیا۔ چنانچہ بچوں کے سکول کا داخلہ فارم ہو یا شناختی کارڈ و پاسپورٹ کی دستاویز یہ تحریر آپ کو ضرور نظر آئے گی اور اس کے آخر پر حلفیہ اقرار کے ساتھ دستخط ضروری ہیں۔

''میں حلفیہ اقرار کرتا ہوں/کرتی ہوں کہ خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر مکمل اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا ہوں اور یہ کہ میں کسی ایسے شخص کا پیروکار نہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویدار ہو اور نہ ہی دعویدار کو پیغمبر یا مذہبی مصلح مانتا ہوں۔ خلاصہ یہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلیۃً آخری نبی ہیں اور یہ سلسلہ آپ کی وفات

کے ساتھ مکمل ختم ہو گیا اب دنیا میں کبھی نہ کسی کو نبی کہلوانے کا حق ہے اور نہ ماننے کا۔''

اب جب حضرت مولانا قاسم نانوتوی نے صفحہ 14 تحذیر الناس میں لکھا کہ ''بالفرض آپؐ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپؐ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔''

تو بریلوی حضرات فرماتے ہیں کہ چونکہ اب آپؐ کی وفات کے بعد ناممکنات میں سے ہے کہ دنیا میں کہیں نبی کا وجود ہو اس لیئے ایسا فرض کرنا بھی فقرہ کفریہ ہے۔

مولانا الیاس گھمن صاحب نے اس اعتراض کو نمبر 11 میں صفحہ 139 پر جگہ دی ہے مگر وہ اس اعتراض کا جواب دیتے دیتے صاف بتا گئے ہیں کہ اگر منافقت کی معراج دیکھنا ہو تو ہمارے اس عقیدے میں موجود ہے کہ کہاں انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین و آدم لمنجدل فی طینہٖ جیسی حدیث پر بھی جرح کی جا رہی ہے اور کہاں چار چار انبیاء کو آپؐ کی وفات کے بعد زندہ بقید حیات مانا جا رہا ہے۔

''بریلوی بھائیو! زمین پر ختم نبوت کے بعد ایک بھی نبی نہیں ہو سکتا تو کیا چار ہو سکتے ہیں؟.......دیوبندی جواب''

مولانا الیاس گھمن صاحب فرماتے ہیں

''اعتراض نمبر 11:

جب اہل السنۃ دیو بند کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے تینوں عبارتوں کو آگے پیچھے کیوں کیا؟ تو بریلوی علامہ تبسم شاہ بخاری کود کر میدان میں آ ٹپکے اور کہنے لگے وہ تین عبارات علیحدہ علیحدہ بھی مستقل طور پر کفریہ ہیں۔

(حاشیہ جسٹس کرم شاہ کا تنقیدی جائزہ، صفحہ 135)

ابوکلیم محمد صدیق فانی بھی چلایا کہ: تحذیر الناس کی تینوں عبارتیں اپنی اپنی جگہ پر مستقل کفریہ عبارتیں ہیں۔ (افتخار اہلسنت، صفحہ 25)

الجواب بعون الملک الوھاب پہلی عبارت تحذیر الناس کی جو اعلیٰ حضرت نے پہلے لکھی

ہے۔

ویسے تو وہ ص 14 کی ہے بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

(تمہید ایمان مع حسام الحرمین، صفحہ 70)

اگر یہ کفر ہے تو دیکھیے بڑے بڑے بریلوی کفر کی دلدل میں پھنس جائیں گے۔

1۔ شاہ نقی علی خان صاحب لکھتے ہیں: ''چار پیغمبر یعنی حضرت ادریسؑ اور حضرت عیسیٰؑ اور حضرت خضرؑ اور حضرت الیاسؑ کہ بعد آپ کی بعثت کے زندہ رہے۔ (سرور القلوب ،صفحہ 225)

مولوی احمد رضا خان فرماتے ہیں: چار انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وہ ہیں جن پر ابھی ایک آن کے لئے بھی موت طاری نہیں ہوئی دو آسمان پر سیدنا ادریسؑ اور سیدنا عیسیٰؑ اور دو زمین پر سیدنا الیاسؑ اور سیدنا حضرت خضرؑ۔

(صفحہ 437، ملفوظات مشتاق بک کارنر لاہور)

مولوی محمد اشرف سیالوی بریلوی لکھتا ہے: حضرت عیسیٰؑ حضرت ادریسؑ حضرت خضرؑ حضرت الیاس علیہم السلام ظاہری حیات کے ساتھ زندہ موجود ہیں۔

(کوثر الخیرات، صفحہ 70)

یہ سب بریلوی کہہ رہے ہیں کہ اب بھی یہ چار نبی موجود ہیں دو زمین پر اور دو آسمان پر تو یہ کہہ کر یہ سب کافر ہوئے یا نہیں؟ اور آپ پڑھ چکے ہیں جو احمد رضا کا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے تو پھر دنیا جہان کے بریلوی بشمول فانی صاحب اور تبسم صاحب کافر ٹھہرے کیونکہ یا تو وہ اس عقیدے کو مانتے ہیں یا منکر ہیں۔ اگر مانتے ہیں تو پھر بھی ان دو فتوؤں کی وجہ سے کافر۔ نہیں مانتے تو احمد رضا کے ہم عقیدہ نہ ہونے کی وجہ سے کافر ہیں۔

(حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ، صفحہ 139-140) ''

حرم کا 26واں سوال اور ایک ٹرین سفر کی دلچسپ کہانی

بقول دیوبندی علماء حرم کے مفتیان کرام نے دیوبندی منت سماجت پر کہ مولوی احمد رضا خان نے ہمارے متعلق تمام حوالہ جات توڑ مروڑ کر پیش کئے ہیں 26 سوالات پر مبنی ایک سوالنامہ تیار کر کے برصغیر بھجوا دیا کہ اگر ایسا ہے تو آپ پہلی فرصت میں اپنا موقف ان سولات کی روشنی میں تحریراً بھیج دیں

دیوبندی علماء کی طرف سے اِن سوالات کا جواب ''المہند'' نامی کتاب کی شکل میں دیا گیا۔ بریلوی حضرات کہاں چپ بیٹھنے والے تھے۔ممتاز بریلوی عالم دین مولوی حشمت علی صاحب نے اس المہند کا جواب ''ردالمہند'' کے نام سے شائع کر دیا۔جس میں آپ نے نہ صرف سوال نمبر 26 کے جواب پر تبصرہ فرمایا بلکہ اپنا ایک آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا مناظرہ کا حال بھی درج فرمایا جو کہ اُن کے بقول ایک ٹرین کے دو مسافروں کے درمیان ہو رہا تھا اور یہ موصوف مولانا پاس بیٹھے سن رہے تھے اور آخر کار اس مذاکرے میں شامل ہو گئے۔ یہ مکمل حوالہ جو کہ کتاب کے ص 104 تا 113 یعنی 9 صفحات پر مبنی ہے پیش کرتا ہوں

> ''کیا کہتے ہو قادیانی کے بارے میں جو مسیح و نبی ہونے کا مدعی ہے۔ کیونکہ تمہاری طرف لوگ نسبت کرتے ہیں کہ اُس سے محبت رکھتے ہو اور اُس کی تعریف کرتے ہو'' پھر اس کے جواب میں لکھا جب اُس نے نبوت و مسیحیت کا دعویٰ کیا اور عیسیٰؑ کے آسمان پر اُٹھائے جانے کا منکر ہوا (۔۔نامناسب الفاظ۔۔) ہمارے حضرت مولا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ تو طبع ہو کر شائع بھی ہو چکا۔بکثرت لوگوں کے پاس موجود ہے کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں
>
> میں کہتا ہوں یہ سب ٹھیک ہے۔ بے شک دیوبندیوں نے مرزا قادیانی پر کفر کے فتوے دیئے اور وہ چھپ کر شائع بھی ہو گئے مگر اِس سے دیوبندیوں کا کفر کس طرح اُٹھ گیا جیسے (۔۔۔نامناسب الفاظ۔۔۔) قادیانی نے (۔۔۔نامناسب الفاظ۔۔) اُن سے زیادہ ناپاک کفریات خود

دیوبندیوں نے بکے۔ پھر دیوبندیہ کس منہ سے قادیانیوں کو کافر کہہ سکتے ہیں ۔اور جس دلیل سے قادیانیوں کا کافر اور مرتد ہونا ثابت کریں اسی دلیل سے دیوبندیوں کا کافر مرتد ہونا ثابت ہوجائے گا۔

میں ایک بار بریلی شریف سے گجرات کو براستہ اجمیر شریف آ رہا تھا۔ باندی کوئی کے اسٹیشن پر ایک قادیانی اور ایک دیوبندی بھی ریل میں سوار ہوئے۔ اِن دونوں میں جو گفتگو ہوئی دلچسپی سے خالی نہیں تھی اس لئے اپنی یاد کے موافق سے یہاں نقل کرر ہا ہوں

دیوبندی: (قادیانی سے) کیوں جناب آپ کہاں جائیں گے؟

قادیانی: جناب میں بھروچ کے ضلعے میں کوئلے اور چونے وغیرہ کی تجارت کے لئے جایا کرتا ہوں۔ وہیں جارہا ہوں۔احمد آباد کچھ کام تھا اِس لئے اِدھر سے چلا آیا اور آپ کہاں تشریف لے جائیں گے؟

دیوبندی: جی میں راندیر ضلع سوت جارہا تھا۔تھانہ بھون حاضر ہوا تھا حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرف علی صاحب سے مرید ہو کر آ رہا ہوں اور آپ کس کے مرید ہیں؟

قادیانی: جناب میں حضرت اقدس مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی کا مرید ہوں

دیوبندی: استغفر اللہ ولاحولولاقوۃ الا باللہ! معاذ اللہ

قادیانی: کیوں جناب آپ کو اِس قدر غصہ کیوں آ گیا؟ خیر تو ہے؟

دیوبندی: آپ اُسی مرزا قادیانی کے مرید ہیں جو کافر و مرتد تھا۔ پھر غصہ ہونے کی وجہ پوچھتے ہو؟

قادیانی: جناب غصہ کی کوئی بات نہیں اگر کوئی کفر مرزا صاحب کا معلوم ہو تو بتا

بیئے؟

دیوبندی: آپ کے مرزا کا کوئی ایک کفر ہے ۔ جی اُس نے تو سینکڑوں (۔۔۔نامناسب الفاظ ہیں۔۔۔)

قادیانی: پھر میں کہتا ہوں آپ غصہ کیوں فرماتے ہیں مرزا صاحب کا کوئی ایک کفر بتائیے؟

دیوبندی: اب یہی دیکھئے کہ مرزا قادیانی نے اپنے رسالہ دافع البلاء ص 15 پر لکھا ہے خدا ایسے شخص (یعنی عیسیٰؑ) کو کس طرح دوبارہ دنیا میں لاسکتا ہے جس کے پہلے ہی فتنے نے دنیا کو تباہ و برباد کر دیا۔ دیکھئے اس عبارت میں مرزا نے اللہ تعالیٰ کو عیسیٰؑ کے دوبارہ دنیا میں لانے سے عاجز بتایا۔

قادیانی: اگر خدا کو عاجز بتانا کفر ہے آپ کے مولوی رشید احمد گنگوہی نے خدا کو جھوٹا لکھا ہے اگر مرزا صاحب کافر ہیں تو آپ کے گنگوہی جی بھی کافر ہیں اور گنگوہی مسلمان ہیں تو مرزا صاحب بھی مسلمان ہیں۔

دیوبندی: (جواب سے عاجز آکر) اب یہی دیکھئے کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ کی سخت توہینیں کی ہیں

قادیانی: اگر مرزا صاحب نے عیسیٰؑ کی توہینیں کی ہیں تو دیوبندیوں نے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت گستاخیاں کی ہیں

آپ کے گنگوہی جی نے براہین قاطعہ ص 55 دارالاشاعت کراچی پر حضور کے علم کو شیطان کے علم سے کم لکھا ہے۔ آپ کے پیر تھانوی جی نے تو حفظ الایمان ص 13 قدیمی کتب خانہ کراچی پر حضور کے علم کو بچوں پاگلوں جانوروں اور چارپایوں کے مثل لکھا ہے اور اس کے سوا بھی بہت عبارتیں ہیں اگر عیسیٰؑ کی توہین کفر ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین بھی کفر ہے۔

اگر مرزا صاحب کافر ہیں تو گنگوہی انبیٹھی، تھانوی صاحبان بھی ضرور کافر ہیں ۔اوراگر یہ نہیں تو وہ بھی نہیں۔

دیوبندی: آپ اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں۔کیا مرزا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے انکار نہیں کیا۔کیا ایسا شخص کافر نہیں؟

قادیانی: جی جناب مرزا صاحب نے خاتم النبیین ہونے سے انکار نہیں کیا بلکہ اس کے عجیب معنی بتائے ہیں

وہ فرماتے ہیں خاتم النبیین کے معنی لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ سب سے پچھلے نبی۔ یہی معنی لینا صحیح نہیں بلکہ خاتم النبیین کے معنی ہیں نبیوں کی مہر۔مہر کی وجہ سے فرمان شاہی کا اعتبار ہوتا ہے اور جس فرمان شاہی پر مہر نہ ہو اُس کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔تو خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام بالذات نبی ہیں یعنی حضور کو خود اللہ نے بغیر کسی واسطہ اور وسیلہ کے نبوت عطا فرمائی اور حضور کے سوا اور جتنے بھی نبی ہونگے سب کو حضور کے طفیل سے نبوت ملے گی۔تو اور سب نبی بالعرض ہونگے ۔تو اب جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ مجھ کو بغیر حضور کے واسطہ کے نبوت ملی وہ جھوٹا ہے اور جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں حضور کا غلام ہوں مجھ کو حضور کے طفیل سے نبوت ملی ہے تو وہ سچا ہے۔خاتم النبیین کے اگر یہ معنی لئے جائیں جو مرزا صاحب نے بیان فرمائے ہیں تو حضور کا خاتم النبیین صرف انبیائے سابقین کے اعتبار سے خاص نہیں ہوگا بلکہ اگر حضور کے زمانہ میں بھی بلکہ اگر حضور کے بعد بھی ایک نہیں لاکھوں نبی پیدا ہوں تو پھر بھی حضور کا خاتم النبیین ہونا ویسا ہی باقی رہتا ہے اور حضور اگلے پچھلے تمام نبیوں کے خاتم یعنی مہر ہونگے۔

یہ وہی مضمون ہے جو دیوبندی گروہ کے نانوتوی جی نے اپنی تحذیر الناس

کےص65وص85ادارہ العزیز گوجرانوالہ پر بیان کیا ہے

اگراس وجہ سے مرزا صاحب کافر ہیں تو آپ کے نانوتوی صاحب بھی کافر ہیں اوراگر یہ مسلمان ہیں تو وہ بھی مسلمان ہیں

دیوبندی: آپ فضول اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہیں بھلا بتایئے کیا مرزا قادیانی اپنی بیوی کوام المومنین نہیں لکھتا۔کیا یہ کفر نہیں ہے؟

قادیانی: جناب مرزا صاحب نے تو اپنی زوجہ کوام المومنین لکھا مگرآپ کے پیر تھانوی نے تو معاذ اللہ ام المومنین سے اپنی بیوی کی تعبیر کی چنانچہ الامداد صفر1325ھ میں ہے

ایک ذاکر صالح کومکشوف ہوا کہ احقر (یعنی اشرف علی تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔اُنہوں نے مجھ سے کہا۔میرا ذہن فوراًاس طرف منتقل ہوا کہ کم سن عورت ملے گی۔

دیکھئے حضرت ام المومنین کے آنے کا خواب گڑھا اورکم سن عورت ملنا اِس کی تعبیر بتادی۔اگر اِس وجہ سے مرزا صاحب کافر ہیں تو آپ کے پیر تھانوی صاحب بھی کافر ہیں اوراگر یہ مسلمان ہیں تو وہ بھی مسلمان ہیں

دیوبندی: آپ فضول ضد کئے جاتے ہیں بھلا بتلایئے کیا مرزا قادیانی نے عیسیٰؑ کے معجزات کو اپنی کتاب ازالہ اوہام ص151 تا163 تک مسمریزم اور لہولعب وغیرہ نہیں بتایا۔کیا ایسا کہنے والا بھی کافر نہیں ہوگا؟ آپ اسے کافر نہ کہیں مگر میں تو اُسے دس بار کافر کہوں گا۔

قادیانی: یہ تو آپ کواختیار ہے آپ جسے چاہیں سومرتبہ کافر کہیں مگر مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ آپ کے دیوبندی گروہ کے امام مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنے رسالہ منصب امامت ص31،32 پر لکھا (فارسی جس کا ترجمہ یہ ہے) یعی

بہت سی چیزیں جن کا اللہ کے مقبولوں سے ظاہر ہونا معجزہ سمجھا جاتا ہے حالانکہ ویسے یا اُن سے زیادہ قوی ان سے بڑھ کر کامل باتیں تو جادوگر اور طلسمات والے دکھا سکتے ہیں ۔خرق عادت میں معجزہ اور کرامات دونوں داخل ہیں مگر کرامت کو تو آپ لوگ کیا مانیں گے اس لئے میں نے معجزہ پر بحث کی ہے۔

اب فرمایئے اگر مرزا صاحب عیسیٰؑ کے معجزات کو مسمریزم کہہ کر کافر ہو گئے تو آپ کے امام مولوی اسمٰعیل دہلوی جادو اور شعبدہ بازی کو معجزہ سے زیادہ قوی اور کامل بتا کر کافر ہو گئے ۔اگر یہ کافر نہیں تو وہ کس طرح کافر ہو گئے؟

دیوبندی: آپ خوامخواہ ضد پال رہے ہیں ۔کیا مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر نہیں؟

قادیانی: (مسکرا کر) دیکھیئے آپ ہر بات سے گریز فرما رہے ہیں مگر میں برابر آپ کے پیچھے لگا ہوا ہوں اور میں آپ کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔

اچھا سنئے الامداد صفر 1339 ھ میں ایک شخص کا خواب چھپا کہ وہ خواب میں لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھتا ہے اور جب جاگتا ہے تو **اللھم صلی علیٰ سیدنا و نبیینا و مولانا اشرف علی** پڑھتا ہے دن بھر اُسے یہی خیال رہتا ہے اور جھوٹا بہانہ کرتا ہے کہ میری زبان میرے اختیار میں نہ تھی۔وہ اپنا یہ واقعہ آپ کے پیر تھانوی صاحب کو لکھتا ہے۔

تھانوی صاحب اسے جواب دیتے ہیں کہ اس واقعہ میں تسلی تھی جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے ۔اگر تھانوی صاحب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کو کفر جانتے تو صاف صاف جواب دیتے کہ تو کافر ہو گیا تو نے دن بھر مجھے نبی جپا۔تو اسلام سے نکل گیا ہے۔تو نئے سرے سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو۔اگر بیوی رکھتا ہے تو وہ تیرے نکاح سے نکل گئی اُس سے

دوبارہ نکاح کرو ورنہ (۔۔۔۔آگے گندے الفاظ ہیں۔۔۔) اور زبان کی بے اختیاری کا بہانہ جھوٹا ہے۔دن بھر جاگتے میں ہوش کے ساتھ مجھے نبی کہتا رہا اور پھر کہتا ہے کہ میری زبان میرے اختیار میں نہیں تھی۔۔۔۔مگرآپ کے پیر نے یہ کچھ نہیں کہا بلکہ اُسے تسلی دی کہ اس طرح پیر کے متبع سنت ہونے کی تسلی ہوتی ہے اور پھر اُسے اس رسالہ میں چھاپا گیا جس کا مقصود اُمت محمدیہ کے عقائد اخلاق و معاشرت کی اصلاح بتایا گیا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تھانوی صاحب ہرگز دعویٰ نبوت کو کفر نہیں جانتے ہیں بلکہ چھاپ کر شائع کرنے سے تو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ مریدوں کو دعوت دی گئی ہے کہ پیر کے متبع سنت ہونے کی تسلی اس طرح ہوتی ہے کہ اُسے نبی اور رسول کہا جائے۔

ہمارے مرزا صاحب خود فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کی اتباع کرنے کے صدقے میں نبوت عطا فرمائی گئی بلکہ کامل اتباع سنت تو یہی ہے کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نبی رسول ہو کر اُمت کو ہدائیت فرمائی اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا غلام بھی حضور کے طفیل سے نبوت پا کر مخلوق کو ہدائیت کرے۔

تو تھانوی صاھب نے جو اپنے آپ کو متبع سنت کہا اس کا مطلب یہی ہوا کہ مجھ کو حضور کی غلامی اور حضور کی سنت کے کامل اتباع کے صدقہ نبوت ملی ہے۔

اگر مرزا صاحب اس وجہ سے کافر ہیں تو آپ کے پیر تھانوی صاحب بھی اس وجہ سے کافر ہو گئے۔اگر ان کو آپ مسلمان مانتے ہیں تو انہیں بھی مسلمان ماننا پڑے گا۔

دیوبندی: جناب میں کس قدر تھوڑا بولتا ہوں اور آپ فضول باتوں میں وقت

گزار دیتے ہیں

سنئے جناب! تمام علمائے دیوبند نے مرزا صاحب پر کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے پھر ہم مرزا کو کیوں کر کافر نہ کہیں؟

قادیانی: جناب غور فرمایئے۔ یہ میری بات کا جواب نہیں ہوا۔ میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ علمائے بریلی نے علمائے دیوبند پر کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

دیوبندی: اجی حضرت! آپ میرا مطلب نہیں سمجھے۔ مطلب یہ کہ مرزا کے کافر و مرتد ہونے پر علمائے بریلی و علمائے دیوبند سب نے کفر کا فتویٰ دیا ہے اور مرزا کو دونوں گروہ کافر و مرتد جانتے ہیں کہیئے اب تو آپ کی سمجھ میں آیا؟

قادیانی: میں اب بھی آپ کا مطلب سمجھنے سے عاجز ہوں

سنئے علمائے دیوبند کو تمام قادیانی اور تمام علمائے بریلی سب کافر کہتے ہیں ۔قادیانی صاحبان دیوبندیوں کو اس لئے کافر کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی نبوت پر ایمان نہیں لاتے اور علمائے بریلی دیوبندیوں کو اس لئے کافر کہتے ہیں کہ اُکے نزدیک دیوبندی صاحبان اللہ اور رسول کی توہینیں اور گستاخیاں کرتے ہیں ۔تو آپ کا مطلب یہ ہے کہ جس فریق کے کافر و مرتد ہونے پر دو گروہ متفق ہوں وہ ضرور کافر ہے تو آپ اپنا اور دیوبندی صاحبوں کا کافر مرتد ہونا تسلیم کیجیئے۔

دیوبندی: آپ کسی طرح مانتے ہی نہیں۔ سنیئے مکہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ کے تمام علمائے کرام نے بھی مرزا اور اس کے ماننے والوں پر کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

قادیانی: مکہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ کے جن علماء نے ہم پر کفر کا فتویٰ دیا ہے اُنہی علماء نے آپ کے تمام دیوبندی صاحبوں پر اور آپ کے پیشواوں رشید گنگوہی اور قاسم نانوتوی، خلیل انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی صاحبان پر کافر و مرتد ہونے

کا فتویٰ دیا ہے۔

اگر آپ اسے صحیح مانتے ہیں تو اسے بھی صحیح مانئے۔اور اگر یہ فتویٰ آپ کے نزدیک غلط ہے تو اُس فتوے کے صحیح ہونے کا کیا ثبوت ہے۔

یہاں تک گفتگو پہنچی تھی دیوبندی صاحب بالکل عاجز ہو چکے تھے۔ قادیانی صاحب نے جو معلوم ہوتا ہے پہلے خود دیوبندی ہونگے کیونکہ وہ دیوبندی عقائد سے پوری طرح واقف تھے الزامی جوابوں سے دیوبندی کو بالکل مبہوت کر دیا تھا اب دیوبندی صاحب مجبوراً سخت کلامی دشنام بازی پر آمادہ ہو گئے اور قریب تھا کہ چلتی ٹرین میں فساد ہو جائے یہ حالت دیکھ کر فقیر سے نہ رہا گیا اور فقیر نے یہ کہہ کر دونوں کو آپس میں لڑنے سے باز رکھا

فقیر آپ دونوں صاحبان کیوں لڑتے ہیں میرے نزدیک آپ دونوں صاحبان اس بات میں سچے ہیں

دیوبندی (غصہ میں آ کر) میں تو ضرور سچا ہوں مگر آپ نے اس۔۔۔۔گالی۔۔۔۔کو کس طرح سچا کہہ دیا آپ بھی قادیانی معلوم ہوتے ہیں۔

قادیانی: آپ اس کی بات پر توجہ نہ دیں آپ اپنا فیصلہ ارشاد فرمائیں

فقیر: (دیوبندی سے مخاطب ہو کر) الحمدللہ نہ میں قادیانی ہوں نہ دیوبندی۔ الحمدللہ میں سنی حنفی ہوں۔آپ دونوں صاحبان بحث کر رہے تھے میں سن رہا تھا ۔آپ نے کہا قادیانی کافر ہیں۔میں کہتا ہوں اس بات میں بے شک آپ سچے ہیں ضرور قادیانی کافر ہیں

اِن صاحب نے فرمایا کہ دیوبندی کافر ہیں میں کہتا ہوں کہ اِس بات میں یہ بھی سچے ہیں ضرور دیوبندی کافر ہیں

مرزا قادیانی کے جو کفریات آپ نے بتائے ہیں وہ یقیناً سب کفر ہیں مگر آپ کے عاجز ہونے کا سبب یہ ہے کہ آپ اُن کفریات کے سبب مرزا صاحب کو تو کافر کہتے ہیں اور ویسے ہی بلکہ اُن سے بڑھ کر جب آپ کو اپنے پیشواوں کے کفر دکھائے جاتے ہیں تو آپ اُنہیں کافر نہیں کہتے ۔ اسی وجہ سے آپ کو قادیانی صاحب نے دبالیا اور آپ جواب نہیں دے سکے۔ مگر میرے نزدیک تو دونوں کافر ہیں اور جس دلیل سے مرزا قادیانی کا کافر ہونا ثابت ہوتا ہے اُسی دلیل سے دیوبندیوں کا کافر و مرتد ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

فقیر کی اس تقریر کو سن کر دونوں خاموش مست خواب خرگوش ہو گئے۔ اور پھر سارا سفر اِن دونوں صاحبان نے کوئی مذہبی بحث نہیں چھیڑی اور راستہ بخیر و خوبی ختم ہو گیا۔ وللہ الحمد

یہاں پر اس تقریر کے نقل کرنے سے صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ دیوبندی لوگ جو قادیانیوں کا کافر کہتے ہیں یہ محض اُن کا تقیہ اور فریب ہے ۔ ورنہ مرزا کے کفریات سے بڑھ کر گندے کفریات خود دیوبندی دھرم میں داخل ہیں

اگر اسلام کی ہمدردی سے مرزا پر کفر کا فتویٰ دیا ہوتا تو مرزا پر ایک بار کفر کا فتویٰ دیا تھا تو دیوبندی دھرم اور اُن کے پیشواوں پر 10 دس بار کفر کا فتویٰ دیتے مگر وہاں تو مقصود محض مسلمانوں کو دھوکہ دینا اور نئے نئے حلقہ تزویر بنا کر ان سے مسلمانوں کی مسلمانی اور بھولے سنیوں کی سنت کو پھانسنا ہے۔

اِس واقعہ سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ انبیٹھوی جی نے المہند کے 26 ویں سوال کے جواب میں عیاری مکاری سے کام لیا۔ مرزا قادیانی کو تو کافر کہہ دیا مگر خود دیوبندی گروہ کے کفریات جو کسی بھی طرح مرزا کے کفریات سے کم نہیں اُنہیں علمائے حرمین شریفین کے سامنے پیش نہیں کیا۔

مسلمانو! اگرتم سے کبھی یوں پوچھ لے کوئی
کہاں دجال ہے اور اُس کے کام کیسے ہوتے ہیں
دکھا کر المهند اور انبیٹھی کو یوں کہہ دو
اسے کہتے ہیں دجالی اور دجال ایسے ہوتے ہیں

(ردالمہند مصنف حشمت علی تخریج محمد امجد علی عطاری ناشر میلاد پبلی کیشنز داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور ص 104 تا 113)

اے احمدی بچے تیرے سوالوں کے جواب حاضر ہیں

دیوبندی مولوی صاحب کی اپنی زبان میں دیوبند کی موجودہ روش

مولوی منظور احمد نعمانی دیوبندی فرماتے ہیں

''جب کوئی شخص حب مال یا حُبّ جاہ یا ایسے ہی کسی اور غلط جذبہ کے تحت کسی معاملہ میں اللہ کی ہدایت کی بجائے اپنے نفس کی خواہشات اور اپنے ذاتی جذبات وخیالات کی پیروی کا فیصلہ کر لیتا ہے تو کم از کم اس خاص معاملہ میں خدا ترسی، حق بینی کی صلاحیت اور فہم سلیم کی دولت اُس سے چھین لی جاتی ہے اور پھر بظاہر عقل و ہوش رکھنے کے باوجود اس سے ایسی ایسی حرکتیں سرزد ہوتی ہیں کہ عقل سلیم ان کی کوئی توجیہہ بھی نہیں کر سکتی ایسے ہی لوگوں کے متعلق قرآن کا بیان ہے لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم اذان لايسمعون بها اوليك كالانعم بل هم اضل اوليك هم الغفلون'

(فیصلہ کن مناظرہ، صفحہ 14-15)

جی ہاں مولوی صاحب کی بات سو فیصد سچ ہے واقعی دیوبندی حضرات نے اپنے اوپر

سے ''منکر ختم نبوت'' ہونے اور ''جماعت احمدیہ اور بانی جماعت احمدیہ سے محبت'' کے ''الزام کو دھونے'' میں ''اللہ کی ہدایت کی بجائے اپنے نفس کی خواہشات اور اپنے ذاتی جذبات وخیالات کی پیروی کا فیصلہ کیا'' اور اس میں وہ اس حد تک آگے نکل گئے کہ اپنے ہی بانی پر ''طعن'' اور اسے ''ہواوحرص کا پیرو'' اور ''جس چیز کا تجھے علم نہیں اس میں دخل دینے والا'' اور ''قرآن میں زیادتی کرنے والا'' ماننے لگ گئے۔اور جی ہاں مولوی صاحب آپ کی یہ دوسری بات بھی سو فیصد درست ہے کہ دیوبندی مولوی کی مجبوری حُبّ جاہ بھی ہے اور حُبّ مال بھی ہے ''وہ غلط جذبات'' اور ''خواہشات'' بھی ہیں ''جن کے پیچھے چل کر وہ اللہ کی ہدایت سے دور نکل گئے ہیں۔'' جی ہاں مولوی صاحب یہ امام وقت کا انکار ہی ہے جس نے ان سے خدا ترسی، ''حق بینی کی صلاحیت اور فہم سلیم کی دولت چھین لی ہے''۔جی مولوی صاحب آپ کا تجزیہ اس حد تک بالکل درست ہے کہ امام آخرالزماں مہدی دوراں اور مسیح الزماں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ؑ کی اندھی مخالفت کا ہی شاخسانہ ہے کہ ''بظاہر عقل وہوش کے باوجود اس سے اس معاملہ میں ایسی ایسی حرکتیں سرزد ہوتی ہیں کہ عقل سلیم ان کی کوئی توجیہہ نہیں کر سکتی'' (فیصلہ کن مناظرہ،صفحہ 14)

وہ عبادالرحمن ''یمشون علی الارض ھونا'' کی بجائے اپنے آپ کو پھکڑ باز، مسخرے، دروغ گو، خنزیر اللہ، دجال، لوگوں کی جانوں مالوں سے کھلواڑ کرنے والے، نعشوں کو اکھیڑ پھینکنے والے، مال واملاک کو لوٹنے اور انسانوں کو ذبح کر دینے کے احکام دینے والے ثابت کرتے ہیں۔

مولوی منظور احمد نعمانی صاحب یہ سب کچھ دیکھ کر ہی فرماتے ہیں ''......عقل وخرد کی گمراہی کی ایسی مثالیں اسلامی تاریخ کے بعد کے دوروں میں بھی بکثرت ملتی ہے جنہوں نے اپنے زمانے کے اچھے سے اچھے نہایت نیک سیرت بندوں کی عداوت ودشمنی وبدگوئی وایذاء
رسانی کو اپنا خاص مشغلہ بنایا......'' وہ فخریہ اعلان کرتے ہیں۔

''احمدی بچے کی نعش دو دن والدین لئے پھرتے رہے ہم نے دفن نہیں ہونے دی۔''

☆ ''ہم مرزائیوں کی میت کی خوب مٹی پلید کرتے ہیں۔''

☆ ''احمدی جنازے والوں کو ہم نے خوب پیٹا اور واپس جا کر گھر کے صحن میں اپنی

بیٹی کی نعش کو دفن کیا۔‘‘

☆’’ہمارے تبلیغی دیو بندی علماء سفیہہ اور جاہل ہیں۔‘‘

☆’’یہ موجودہ دیو بندی صالحیہ کرامیہ اور خارجیوں کا ملغوبہ ہیں۔‘‘

☆’’میں خنزیر اللہ ہوں۔‘‘

☆’’کوئی واقع پیش آجائے جہاز گر جائے کوئی بندہ قتل ہو جائے یہ عالم فوراًالزام احمدیوں پر لگا دیتے ہیں۔‘‘

☆’’ہم پھکڑ باز بھی ہیں اور لوگوں کے جذبات سے کھیلتے بھی ہیں۔‘‘

☆’’صرف ہم پھکڑ باز نہیں ہماری قوم سننا ہی بھکڑ بازوں کو چاہتی ہے۔‘‘

☆’’جو بھی قابو نہ آئے اُس پر احمدی یا احمدی نواز ہونے کا جھوٹا الزام لگا دیتے ہیں۔‘‘

☆’’ہماری تبلیغ کا مطلب جھوٹ تمسخر، طنز ،بھکڑ بازی، بازاری جملے، رکیک زبان جھوٹے الزامات۔‘‘

☆’’تحفظ ختم نبوت والوں کی تقریر سن کر معاشرے کے ادنیٰ اور ذلیل عناصر بد نظمی اور ابتری سے فائدہ اٹھا کر جنگل کے درندوں کی طرح احمدی لوگوں کو قتل کر رہے تھے۔‘‘

☆’’تحفظ ختم نبوت کے مقصد سے ہر مسلمان کو ہمدردی ہے۔لیکن اس مقصد کے نام پر بھنگڑے، سوانگ رچانا، مغلظ گالیاں بکنا اور اخلاق سوز حرکتیں کرنا مسلمانوں کے لئے باعث شرم ہے۔‘‘

☆’’خدا اور محمد کے نام کے ساتھ انتہائی غلیظ اور قابل نفرت گالیاں۔‘‘

☆’’مذہب اور ختم نبوت کے نام پر ہٹر بونگ، ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ احراریوں کی ہٹر بونگ کو اُس ختم نبوت اور اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔‘‘

☆’’احراری دیو بندیوں کے نزدیک اصل سوال تحفظ ختم نبوت کا نہیں بلکہ نام اور سہرے کا ہے اور یہ لوگ مسلمانوں کے جان و مال کو اپنی اغراض کے لئے جوئے کے

داؤں پر لگانا چاہتے ہیں۔"

☆"مقدس علَم کے نیچے فحش اور بازاری گالیاں۔اور رحمۃ للعالمین کے نام پر لوٹ مار۔"

مولوی منظور احمد نعمانی صاحب اپنے علماء کی ایسی حرکتوں پر افسردہ ہوکر شیخ تاج سبکی کے الفاظ کو درج فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"شیخ تاج سبکی نے طبقات الشافعیہ الکبریٰ میں رنج اور غصہ کے ساتھ لکھا ہے کہ **مامن امام الاو قد طعن فیه طاعون و هلک فیه هالکون** یعنی امت کا کوئی امام ایسا نہیں ہے جس کو حملہ کرنے والوں نے اپنے حملوں کا نشانہ نہ بنایا ہو اور جس کی شان میں گستاخیاں کر کے ہلاک ہونے والے ہلاک نہ ہوئے ہوں۔"

(فیصلہ کن مناظرہ، صفحہ 14-15)

اور آخر پر مولوی منظور احمد صاحب اپنا فیصلہ سناتے ہوئے قبریں اکھیڑتے ہوئے مولویوں اور انسانوں کے ذبح کرنے کے احکام دیتے ہوئے علماء کو تصور میں لا کر فرماتے ہیں۔

"اس خاص معاملہ میں خدا ترسی، حق بینی کی صلاحیت اور فہم سلیم کی دولت چھین لی گئی ہے۔" اور وہ "بظاہر عقل و ہوش رکھنے کے باوجود ان سے ایسی ایسی حرکتیں سرزد ہو رہی ہیں کہ عقل سلیم اُن کو کوئی توجیہہ بھی نہیں کرسکتی" "اور ایسے ہی لوگوں کے متعلق قرآن کا بیان ہے لهم قلوب لا یفقهون بها ولهم اعین لا یبصرون بها ولهم اذان لا یسمعون بها اولیك كالانعم بل هم اضل اولیك هم الغفلون

(سورہ اعراف 179) (فیصلہ کن مناظرہ، صفحہ 14-15)

اناللّٰہ و انا الیہ راجعون۔

بچو! یہی ہے آپ کے سوالوں کو جواب۔اگر آج جماعت پر ظلم ہو رہا ہے اور اگر مخالفین احمدیت ظلم میں خدا ترسی، فہم سلیم اور عقل و ہوش کھو بیٹھے ہیں اور خدا ترسی سے دور جا پڑے ہیں تو یہی آپ کی سچائی کی دلیل اور اِن سے ایسی ہی حرکات سرزد ہونا چاہئے کیونکہ

بقول دیوبندی مولوی منظور احمد صاحب

''ایسے ہی لوگوں کے متعلق قرآن کا بیان ہے **لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اعين لا يبصرون بها ولهم اذان لا يسمعون بها اوليك كالانعم بل هم اضل اوليك هم الغفلون**

علامہ اقبال کے ایک شعر پر ختم کرتا ہوں

ایسی ضد کا کیا ٹھکانہ دین حق پہچان کر
میں ہوا مسلم تو وہ مسلم کافر ہو گیا

۔فاعتبروا یا اولی الابصار۔